YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT
Sunday, August 09, 2009

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran.......................	1
2.	Leave of Absence…………………………..…….	2
3.	Point of order: Increase in Haj Fares ………….	3-4
4.	Further discussion on the Finance Bill, 2010 ….	5-32
5.	Points of order:	
	i) Representation of Provinces in the Planning Commission …………………………………..	33-35
	ii) Detention of Pakistani student in Chile …….	36-37

Printed and Published by PILDAT, Islamabad

YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
DEBATES

The Youth Parliament of Pakistan met in the Margala Hotel, Islamabad, on 09th September, 2009 at forty five minutes past nine in the morning with Madam Deputy Speaker (Kashmala Khan Durrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيْمِ

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ۔ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ۔ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ۔ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے۔ سو اگر آپ اس شخص کا حال سننا چاہیں تو سنیے کہ وہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور محتاج کو کھانا دینے کی (دوسروں کو بھی) ترغیب نہیں دیتا۔ (سو اس سے ثابت ہوا کہ) ایسے نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز کوبھلا بیٹھتے ہیں (یعنی ترک کر دیتے ہیں)۔ جو ایسے ہیں کہ (جب نماز پڑھتے ہیں تو) ریاکاری کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے۔

سورۃ الماعون

Madam Deputy Speaker: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ The first item on the agenda is a resolution by Mr. Zameer Ahmed Malik.

Mr. Zameer Ahmed Malik: It is a motion.

There is a mistake in printing. Secretariat could take notice of that because I have a resolution.

Mr. Zameer Ahmed Malik: This House may discuss how Pakistani culture got destroyed in recent years and what steps should be taken to revive the true Pakistani culture in its true spirit in Pakistan.

میڈم سپیکر صاحبہ! جیسا کہ چند سالوں میں پاکستان کے کلچر کو تباہ کرنے کی سازش کی گئی جس میں پرائے نہیں، اپنےہی شامل ہیں۔ پاکستان کے کلچر کو ایسا پیش کرنے کی کوشش کی گئی جو یقیناً ہمارا نہیں ہے۔ اس motion کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم وہ طریقے بتائیں کہ جن پر عمل کرنے کے بعد ہمارا کلچر جس کو پاکستانی کلچر کہتے ہیں، وہ revive ہواور ہم پر جو Indian culture impose کیا جا رہا ہے، اس کی ہم پرزور مذمت کرتے ہیں۔ ہمیں اس کلچر سے جان چھڑانی چاہیے۔ میں اپنے تمام دوستوں سے گزارش کروں گا کہ چند ایسے طریقے وضع کیے جائیں کہ کس طرح ہم اپنے کلچر جس کو بھول چکے ہیں، اس میں واپس آ سکتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ افغانستان اور ہمارے کلچر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جب سے افغانی پاکستان میں آئے ہیں، انہوں نے بھی ہمارے کلچر کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ہمارے کھانے اور روایات وغیرہ ہر چیز تباہ ہو چکی ہے تو صرف انڈیا کی بات نہ کی جائے کہ کس طرح انڈیا نے اپنی activities جیسی بھی ہوں وہ پاکستان میں جاری رکھی اور

افغانیوں کے یہاں آنے سے ہماری روایات اور کھانے تباہ ہوئے، اس طرف بھی نظر رکھی جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Rafiq Wassan.

Mr. Rafiq Wassan: Thank you madam speaker.

ضمیر صاحب جو resolution لائے ہیں۔

Madam Deputy Speaker: Honourable members it is a motion. Please not that.

جناب رفیق وسان: یہ کلچر کی promotion and preservation کی شاید بات کر رہے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ضمیر صاحب آگے شاید اس کو مزید clear کر دیں لیکن ابھی تو مجھے یہ بہت abstract لگ رہا ہے کہ کلچر سے ان کی مراد کیا ہے۔ کس حوالے سے culture promote کرنا چاہ رہے ہیں؟ پاکستانی کلچر کی ایک abstract term use کی گئی ہے۔ مجھے اس کے حوالے سے بہت اچھا موقع ملا ہے کہ میں پاکستانی کلچر کے حوالے سے بات کروں کیونکہ I am a student of anthropology. پاکستان میں یہ debatable issue ہے کہ پاکستانی کلچر ہے یا ہمارے چار صوبو ں کے indigenous cultures ہیں۔ یہ اچھا موقع ہے کہ ہم House کی توجہ اس جانب بھی دلائیں۔ ہماری Culture Ministry ہے یا state level, macro level پردیکھا گیا ہے کہ پاکستان جب سے بنا ہے کیونکہ اس میں ہمارے جو indigenous cultures ہیں، وہ مل کر پاکستان کے کلچر کو بناتے ہیں۔ In my view anthropologically speaking پاکستانی کلچر کوئی concrete چیز نہیں ہے مگر ہمارے جو indigenous ways of livings ہیں، وہ مل کر ایک کلچر بنا رہے ہیں۔ ہم ان کی integration کو ایک پاکستانی کلچر کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی الگ سے پاکستانی کلچر ہے۔ جب یہاں بات ہو رہی ہے کہ پاکستان میں کلچر کو کس طرح promote کیا جائے اور اس کی preservation کے حوالے سے کیا issues ہیں ۔ کلچر میں دو چیزیں آتی ہیں، ایک tangible culture ہوتا ہے اور ایک intangible culture ہوتا ہے۔ جسے ہم ideal and concrete کہہ سکتے ہیں ۔ اس میں پھر Archeology, folklore, songs, handicrafts بھی آ جاتے ہیں۔ Culture social sciences کی language میں ایک vast term ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ ہماری جو Federal Culture Ministry or Provincial Cultural Ministries کا کلچر کو promoteکرنے میں کیا role رہا ہے۔ جس طرح ہمارے دیگر departments like Social Welfare, Population Welfare, Health, Education کے districts level پر دفاتر ہوتے ہیں مگر بدقسمتی سے ہمارا cultural department جس کو میں کلچر کے حوالے سے پاکستان میں dead departmentکہتا ہوں، اس کا ضلعی سطح پر کوئی network نہیں ہے۔ صوبائی دفاتر ہیں یاہماری Federal ministry ہے، ان کا بھی کوئی ادارہ ہے تو وہ لوک ورثہ ہےلوگوں کو اس کا بھی کچھ پتا نہیں ہے کیونکہ یہاں اسلام آباد میں اس کا دفتر بنا ہوا ہے اور ان کا چاروں صوبوں میں network نہیں ہے۔ میں اس کی details اس لیے بتا رہا ہوں کہ یہاں پر کلچر کی بات ہو رہی ہے اور آج زیادہ بات کلچر پر کی جائے گی تو اس حوالے سے کلچر کو دیکھا جائے کہ اس کی promotion state level پر کیا ہو رہی ہے۔ یہ بہت اہم issue ہے، اس کے ساتھ کلچر کا economy سے بھی بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں، South Asia میں سری لنکا کی cultural heritage سے اس سے direct link ہے اور ان کی Tourism industry بڑی economy generate کرتی ہے۔ پاکستان میں اس حوالے سے بھی دیکھا جائے تو government level پر کوئی بھی بیان نہیں دیا گیا کہ ہماری archeology, archeological sights, cultural heritage کو promote کیا جائے اور اس میں بھی biasness ہے۔ جس طرح سندھ میں موہنجوداڑو اور historical cities ہیں، بلوچستان میں pre Indus civilization cities ہیں، ان پر دھیان نہیں دیا جا رہا اور ان کو international level پر promote نہیں کیا جا رہا۔ ان کی

promotion کی بات ہو تا کہ ہماری جو indigenous cultures and life ways کو promotion ملے وہ mainstream میں آئیں اور پاکستانی کلچر کے دھارے میں آ جائیں۔ اس level پر cultural promotion کی بات کی جائے اور میں دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی suggestions and solutions دیں کہ ہماری Cultural Ministry پاکستان کی cultural integration کے سلسلے میں کیا اقدامات کر سکتی ہے۔شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Nishat Kazmi.

جناب نشاط کاظمی: بہت شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ Preservation, promotion and protection is a principle which is enshrined in the Constitution of Pakistan and the Constitution calls on all governments, the federal as well as provincial governments in Pakistan to preserve, protect and promote culture and sub cultures in Pakistan. یہ جو motion آیا ہے، I certainly appreciate it in a way but at the same time I think it is a little vague. I have been unable to understand the true spirit which has been talked about. I think the steps which we can interlink اور اس سلسلے میں دو چیزیں میں بتانا چاہوں گا۔ وہ یہ ہیں کہ ہماری ministry of culture and ministry of tourism کو ایک liaison بنا کر کام کرنا ہو گا کیونکہ in the past wherever we go in the world Pakistani embassies and consulates نے کبھی پاکستان کے کلچر کی promotion کے لیے زیادہ کام نہیں کیا۔ Most countries that you visit in the West, in Europe or if you go to America, we find that there are a lot of Indian culture houses but unfortunately we fail to visualize any of place where we call a Pakistani cultural house or something like that. اس کے لیے میں اس platform کے behalf پر Ministry of Culture and Minister of Tourism سے یہ request کرنا چاہوں گا کہ وہ اپنی policies streamline کریں اور مل کر ایسے steps لیں کہ embassies سے coordination بڑھائی جا سکے۔اس کا اچھا impact ہو گا کیونکہ Pakistan is such a rich culture when it comes to culture. اگر لوگوں کو ہمارے کلچر اور اس کی diversity کے بارے میں پتا چلے گا تو tourism increase ہونے کے chances ہوں گے اور definitely revenue increase ہونے کے chances بھی ہوں گے۔ Most countries in the West are generating revenue out of their tourism industry and because of their cultures. ہمیں بھی اس سے benefit لینا چاہیے۔ میں ضمیر صاحب سے بھی request کروں گا کہ وہ اس پر مزید روشنی ڈالیں کہ انہوں نے جو true spirit کی بات کی ہے، وہ کیا ہے۔ Thank you.

جناب ضمیر احمد ملک: یہاں پر true spirit کا لفظ استعمال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا کلچر بہت rich ہے جیسا کہ ہمارے بھائی نے کلچر کو province level پر distribute کرنے کی کوشش کی۔ یقیناً تہذیب و تمدن اور ہماری روایات سے کلچر بنتا ہے اور چاروں صوبوں کی جو روایات، تہذیب و تمدن ہے، وہ پاکستانی کلچر بناتی ہیں۔ جو true spirit کی بات ہے، اس میں شلوار قمیض ہمارا کلچر ہے لیکن ہمارے صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب ملک سے باہر جس dress میں جاتے ہیں، پاکستان کو represent کر نے تو true spirit کیا ہے ، وہ یہ ہے کہ ہماری شلوار قمیض ہے تو آپ باہر بھی اس میں جائیں۔ جو آپ کا کلچر ہے آپ اس کو اپنائیں۔ہم کیوں اپنے کلچر کو بھولتے جا رہے ہیں۔ ہمیں دہشت گرد کا لیبل دے دیا گیا ہے، وہ بھی ہمارے رہن سہن کے کچھ ایسے طریقے ہیں جن کی وجہ سے ہم پر یہ لیبل لگا ہے۔ اگر چند سال پیچھے جائیں تو میرے ابا مجھے اکثر کہتے ہیں کہ ہم اکیس بائیس سال کی عمر تک لڑکیوں کے ساتھ بیٹھتے تھے، کھیلتے تھے۔ آج سے تیس سال پہلے ایسا ہی تھا، آج کوئی بیٹھے تو سہی۔ ہمارے ذہن میں اتنا فتور آ گیا ہے ، آپ کسی لڑکی کے ساتھ بیٹھیں تو فوراً باتیں شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے کلچر میں اگر کوئی لڑکی بیٹھی ہوتی یا بات کرتی تو ہمیشہ بہن

اور بیٹی کا رتبہ ملا لیکن آج بات مختلف ہے۔ یہ ہمارا کلچر نہیں تھا، جب ہم کلچر کی بات کرتے ہیں تو ہم اپنی روایات کو اسلام سے ہٹ کر بھی دیکھیں تو ہمارا کلچر یہ تھا کہ ہم نے ہمیشہ عورت کو عزت کی نگاہ سے دیکھا لیکن آج ہم ان کے ساتھ جس قسم کا برتاؤ کرتے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس لیے بجائے نقل کرنے کے ہمارا جو اپنا کلچر ہے، اس کو پاکستان میں رائج کریں چاہے وہ جیسا بھی ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you.

Mr. Ahsen Yousaf Choudhry: Madam point of clarification, if I am allowed?

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب احسن یوسف چوہدری: میڈم! یہ ہمارے کلچر کی بات کر رہے ہیں تو ساتھ ہی شلوار قمیض کی بات ہوئی ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ یہاں پر شلوار قمیض میں بیٹھے ہوئے ہیں؟

Madam Deputy Speaker: Honourable Hamid Hussain.

جناب حامد حسین: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں رفیق وسان اور نشاط کاظمی سے متفق ہوں کہ اس motion میں اب بھی کافی vague terms ہیں جن کو clarify کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ پر ضمیر صاحب نے روشنی ڈالی ہے جس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میرا ضمیر صاحب سے سوال ہے کہ اس particular motion میں economy کا کیا role ہے؟ کسی بھی ملک کا کلچر اس کی economic certification سے زیادہ entrench ہوتا ہے۔ جس ملک میں economic classisکم ہوتی ہیں، وہاں کلچر اتنا ہی smooth and fine ہوتا ہے۔ پاکستان میں ہمارا جو کلچر ہے، اس سلسلے میں education کو لیں تو ہمارے ہاں 4, 5 parallel education systems ہیں جو اس کے expenditure ہیں، اس سے evolve ہو رہے ہیں کہ ایک تو Beacon House and O Level, A Level ہے اور اس کے بعد Federal ہے اور دوسرے ہیں اور اگر آپ rural areas کی طرف جاتے جائیں تو اسی طرح سے ہمارا کلچر بھیdivide ہو رہا ہے تو میں ضمیر صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس motion میں economy and culture کا role define کر دیں توبحث آسان ہو جائے گی۔ Thank you.

Mr. Zameer Ahmed Malik: Madam, point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی ضمیر صاحب۔

جناب ضمیر احمد ملک: میڈم! یہ motion ہے، resolution نہیں ہے۔اگر اس کو پڑھیں تو میں نے کہا ہے ہم وہ طریقے وضع کریں جس سے ہمارا کلچر reviveہو سکتا ہے۔ انہوں جو education systemکی بات کی ہے تو جب ہم ان طریقوں کو revive کرنے کی بات کرتے ہیں تو مسجد ایسی جگہ تھی جہاں نماز کے بعد ایک مخصوص جگہ پر سیاسی بحث بھی ہوتی تھی لیکن آج مسجد صرف مذہبی جگہ بنا دی گئی ہے۔ اگر ہم مسجد کو صرف مذہبی جگہ کی بجائے ایک social gathering کی جگہ بھی رکھیں تو اس سے ہمارا مذہب اور کلچر فروغ پائے گا۔

انہوں نے جو economy کی بات کی ہے تو ہم پاکستانی کلچر میں دیکھیں تو ہم مذہب سے کافی روایات لیتے ہیں اور جس طرح سے مذہب میں طریقہ کار وضح کیا گیا ہے، ہم اس کو اپنائیں تو میرے خیال میں پاکستان کی سوسائٹی میں economyبہت بہتر ہو سکتی ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Farrukh Jadoon.

جناب فرخ جدون۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ضمیر صاحب نے کلچر کی بات کی تو ایک شعر یاد آیا۔

تازہ ہوا کے شوق میں اے ساکنان شہر

اتنے نہ در بناو ٔ کے دیوار گر پڑے

کلچر دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک material culture جس طرح ہمارے سامنے یہ ڈیسک پڑا ہوا ہے، یہ مائیک ہے اور یہ cables ہیں اور باقی چیزیں۔ دوسرا non material culture ہوتا ہے۔ جو اصل چیز ہے وہ non material culture ہے۔ جیسے آپ کے norms, values ہوتی ہیں۔ اگر آپ پاکستانی کلچر پر نظر ڈالیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ typical Indian sub continent کا کلچر ہے، جس میں Turkish, Arabic, Central Asia کی ملاوٹ ہے اور Indo Pak کا شروع سے کلچر چلا آ رہا تھا، اس کی ملاوٹ بھی ہے۔ہم لوگوں نے کچھ ہندوو ٔں کی چیزیں adopt کیں، کچھ ہماری اپنی تھیں، کچھ ترکی والوں کی adopt کیں، کچھ عرب سے آئیں۔ Central Asia سے کافی چیزیں آئیں کیونکہ ہم پر زیادہ تر حملے وہیں سے کیے گئے۔ اس کے بعد 1857 میں جب انگریز یہاں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ یہ جو کلچر ہے، یہ بڑے rich لوگ ہیں۔ دنیا میں تین طرح سے جنگیں لڑی جاتی ہیں۔ Imperialism تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک territorial ہوتا ہے کہ آپ کسی جگہ پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ دوسرا economic ہوتا ہے کہ جو معاشی ادارے ہیں، آپ اس پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ تیسرا جو سب سے بڑا قبضہ ہوتا ہے وہ آپ کے کلچر پر ہوتا ہے جو culture imperialism کہلاتا ہے۔ ہم اس culture imperialism کا شکار ہو گئے ہیں۔ 1757 کے بعد جب انہوں نے قبضہ کرنا شروع کیا اور 1857 میں اپنا قبضہ complete کر لیا تو پھر انہوں نے ہمارے ساتھ کلچر کی جنگ لڑی اور آپ دیکھتے ہیں کہ کلچر کی جنگ میں سرسید احمد خان کی تحریک آئی، انہوں کچھ رسالے نکال کر کوشش کی کہ کلچر کو بحال رکھا جائے۔ انہوں نے ''تہذیب الاخلاق'' نکالا مگر وہ نہ ہو سکا۔ دیو بند والوں نے اسی لیے مخالفت کی کیونکہ ہمارا کلچر تباہ ہو رہا تھا۔

ضمیر صاحب نے تباہی کی بات کی ہے تو میں تباہی کے تھوڑے اسباب بیان کر رہا ہوں۔ ان 90 سالوں میں جب انہوں ہم پر مکمل حکومت کی، ہم ان سے اتنے متاثر ہوئے کہ ہم نے اپنی روایات ہی چھوڑ دیں۔ آج ہم اگر نوجوانوں کو دیکھیں اللہ کا شکر ہے کہ یہاں پر پڑھے لکھے، سمجھ بوجھ اور ملک کے لیے سوچ رکھنے والے نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں، زیادہ تر نوجوانوں نے گھٹنوں سے جینز پھاڑی ہوئی ہیں، بازوو ٔں میں چینیں اور گلے میں پٹے ڈالے ہوئے ہیں، یہ کوئی انسانوں کا کلچر ہے؟ یہ کون سا کلچر ہے جس کو وہ portray کر رہے ہیں؟ پاکستانی گھرانے کا یہ کلچر کبھی نہیں رہا۔ جو لوگ تعلیمی اداروں کی پالیسیاں بنانے والے ہیں جو صاحب اقتدار اور وہ policies پر impact کر سکتے ہیں۔ وہ اپنی education جو کلچر میں تبدیلی لاتی ہے، اس میں خدارا! تبدیلی لائیں۔ جتنے لوگ اس تعلیم کو پڑھ رہے ہیں اس سے اپنے کلچر سے محبت پیدا کروائیں بجائے اس کے کہ ہم اندھا دھند ان کی پیروی شروع کر دیں۔

کوئی بھی تبدیلی ہمیشہ مثبت نہیں ہوتی، یہ نہیں آپ جو بھی تبدیلی لائیں گے وہ مثبت ہی ہو گی۔ آپ اچھی چیزیں adapt کریں نہ کہ بری چیزیں اس میں شامل کریں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Syed Waqas Ali.

جناب سید وقاص علی: میڈم سپیکر! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا کلچر کبھی stagnant نہیں رہا بلکہ کسی بھی ملک کا culture stagnant نہیں رہتا۔ کلچر ایسی چیز ہے جو ہمیشہ variation میں رہتا ہے with the passage of the time اس کی essence ایک رہ سکتی ہے لیکن اس کلچر کی manifestations with the passage of time different ہوتی ہیں۔ پاکستان کے ساتھ المیہ یہ رہا کہ سب سے پہلے we were ruled by British. وہ ہم پر ایک special typical type of culture چھوڑ کر گئے جس کو ہم نے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ایک عام theory that people wishes to learn the languages of the powerfuls in order to get to closer

English medium or other medium use آج ہماری جو زبان ہے، ہم جو to the power centers. کرتے ہیں کیونکہ it is a language of powerfuls. پچاس سال پہلے جو کلچر تھا، وہ آج نہیں ہے اور آج سے پچاس سال بعد پاکستان کا جو کلچر ہو گا وہ اس سے مختلف ہو گا۔ میری نظر میں اس وقت پاکستان کے کلچر کو بچانے اور اس کو محفوظ و مضبوط بنانے میں سب سے important role media کا ہے۔ کہتے ہیں what we see, what we believe پاکستان کا میڈیا اس وقت آپ کے کلچر کو promote کرنے کے لیے جو کام کر سکتا ہے، اس سے بہتر کوئی اور نہیں کر سکتا۔ آخر میں ایک بات کہوں گا کہ ہمیں اس بات کو ماننا ہو گا کہ پاکستان، ہندوستان ، امریکہ اور کسی بھی ملک کا culture stagnant کبھی نہیں رہتا اس میں وقت کے ساتھ ساتھ variations آتی رہتی ہیں اور ہمیں اس کو قبول کرنا پڑے گا۔ میں ایک بات بتاؤں کے آپ کے کھانے بھی آپ کے کلچر کا حصہ ہیں۔ جب میکڈونلڈ نے فرانس میں اپنی برانچ کھولنے کا ارادہ کیا تو فرانس کے لوگوں نے ان کو ایک بدذائقہ قوم کہہ کر ان کے میکڈونلڈ کو جلا دیا تھا۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ قوم اپنے کھانے کے ساتھ اپنا کلچر بھی یہاں لا رہی ہے۔ آپ کو یہ بات سمجھ جانی چاہیے کہ ہم West کے ساتھ بہت لحاظ سے mix تو ہو گئے ہیں اوران کی language جو میڈیا پر دکھائی جا رہی ہے، آپ خود ہیں فیصلہ کریں کہ اکیسویں صدی میں پاکستان کا کلچر جو کہ Eastern culture تھا، وہ تباہ ہوا ہے تو آپ یہ دیکھیں کہ آج آپ کے local channels and local media آپ کے culture کو define کر رہے ہیں یا اس کو ایک نئی شکل دے رہے ہیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Essam Rehmani.

جناب ایصام رحمانی: شکریہ۔ کلچر کی بات ہو رہی ہے اور اس motion میں کہا گیا ہے کہ what steps should be taken to revive the Pakistani culture. ہمیں تھوڑی سی بات ان steps کی بات کرنی چاہیے۔ میرا جو نکتہ نظر ہے کہ کس طرح ہمارے culture کو hamper کیا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے کلچر کی جو definition ہے کہ وہ کسی خاص عقیدے سے generate ہوتا ہے and it shapes the behavior of the society. ہمارے پاکستان میں we have deep Islamic roots, so we must not forget that our culture comes from these Islamic roots. میں بتاتا چلوں کہ ہمارے culture کی جو ambiguity ہے، there might be a litter contribution from the media. ابھی حال ہی میں جیو پر ایک ڈرامہ ''حبیبی حبیبہ'' کے نام سے شروع ہونے والا تھا اور there is a shadow sort of man اس کی سائیڈ میں ایک لڑکی ہے اور اس نے اس کے ہاتھ اس کی vast پر رکھا ہوا ہے اور نیچے لکھا ہوا ہے "The story of Yousaf" ۔

آپ دیکھیں this is some thing that we can not afford at least at this stage where we are trying to secure the culture of FATA, Swat because Pakistan has a diverse culture. عائشہ عالم کا Dawn News میں ایک شو آتا ہے۔ ان خاتون کے پاس ایک ماڈل آئی ہوئی تھیں تو previously they use to be long T shirts when women use to come to society. ان سے پوچھا What is that now women are showing more flesh and shorter cloths? تو وہ خاتون کہتی ہیں کہ it will continue to happen until the government does some thing about it. اگلا سوال سن کر میں پریشان ہو گیا کیونکہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ بیٹھا ہوا ۔ وہ پوچھتی ہیں کہ how do you feel about a girl having a female friend? I was surprised that this is some thing that our culture does not accept. This was absurd کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ایسی policies لائے جس میں میڈیا کو freedom of speech, independency ضرور دے مگر check and balances رکھے جس سے ہمارا culture hamper نہ ہو۔ سوسائٹی میں double standards نہ ہوں۔ میں سب سے گزارش کروں گا کہ اگر سب جا کر ہم ٹی وی کا logo

دیکھیں تو اس پر ذرا research کیجیے گا کہ Hum TV کا logo کیا ہوتا ہے۔ میں کھلے عام یہ بتاؤں گا کہ اگر آپ انٹر نیٹ پر search کریں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ homosexuals کا جو flag ہے، اس کو چھوٹا کر کے Hum TV لکھ دیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ہمارا میڈیا کیا کرنا چاہ رہا ہے کیونکہ جس طرح سے ڈراموں میں دکھا رہے ہیں کہ دس کروڑ وہ لے کر بھاگ یہ بیس کروڑ کا یہ ہو گیا تو عوام یہ سن کر پاگل ہو جاتی ہے۔ جس نے دس روپے نہیں دیکھے ہوں گے، وہ دس کروڑ روپے کی باتیں کر رہا ہے تو عوام کے لیے پروگرام بنائے جائیں نہ کہ اس کلچر کو مزید destroy کیا جائے اور انڈیا کے ڈراموں کی دو، دو سو قسطوں کی کاپی نہ کی جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Zameer Sahib.

جناب ضمیر احمد ملک: میڈم! ہم اسلام سے بہت کچھ لیتے ہیں اور جس طرح یہ کہہ رہے ہیں، یہ نہیں ہونا چاہیے اور ساتھ ہی ہمیں ان مولویوں کی بھی مذمت کرنی چاہیے، جنہوں نے ہماری مساجد اور مدرسوں کو صرف مذہب تک محدود رکھا ہے۔ مسجد میں سیاست بھی ہونی چاہیے، گپیں بھی لگنی چاہییں، وہاں پر gathering ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ ان مولویوں نے ہمیں جو سیاسی اسلام دیا ہے، ہمارا کلچر سب سے زیادہ ان علماء نے تباہ کیا ہے۔ اگر علماء ہمیں اچھی باتیں بتاتے، اچھی تعلیم دیتے توہم ان کی طرف کیوں جاتے۔ ذرا اس پر بھی بات کی جائے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request the honourable Prime Minister to make a brief statement about this motion.

محترم وزیر اعظم: شکریہ میڈم سپیکر۔ ضمیر ملک صاحب نے یہ جو motion پیش کیا ہے، اس میں کچھ دوستوں کا خیال ہے کہ کچھ words ambiguous ہیں اور وہ clearly define نہیں ہو رہے لیکن میڈم سپیکر! اس motion کو اس ایوان میں پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر اس میں پاکستان کے کلچر کے لحاظ سے کوئی ambiguity ہے تویہاں پر ہمارے جو دوست مختلف آراء رکھتے ہیں، اپنی speeches سے اس ambiguity کو ختم کریں اور ایک positive debate generate ہو۔ مختلف دوستوں نے اظہار خیال کیا ہے جس میں Tourism, economy, freedom of media اور علماء کے بارے میں بھی بات ہوئی ہے اور تمام aspects cover کیے گئے ہیں اور اس motion کو مقصد ایک debate generate کرنا تھا، وہ پورا ہو گیا ہے۔ Thank you madam Speaker.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable members, we would like to recognize the presence of very honourable Mr. Oria Maqbool Jan. Who is the Director General of Sustainable Development of wall city Lahore. Oria Maqbool Jan is a renowned columnist, poet and CSS officer. He writes Urdu columns for Daily Express Pakistan. He has received numerous national awards including the best Urdu Columnist in 2004. He has a Master's degree in Social Work from Punjab University, Lahore. He was the Deputy Commissioner and District Magistrate of three districts for about years and Assistant Commissioner and Sub Divisional Magistrate of three sub divisions for about three years. He has contributed to various research papers. He worked as Managing Director of Balochistan Water and Sanitation Authority. He is presently working as Director General of Sustainable Development of wall city Lahore. After having worked as Information Secretary to the Punjab Government. He is author of four popular TV serials, Rozen, Sheharzad, Kappas and Gardbad. Now suspending the rules of the parliament, we would request the honourable Mr. Oria Maqbool Jan to please come here and interact with our honourable members.

محترم اوریا مقبول جان: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
محترم سپیکر! مجھے rulesکا اندازہ نہیں ہے، نہ میں نے اسمبلی کی راہداریوں میں قدم رکھا ہے، اس لیے اگر بھول چُوک ہو جائے تو معاف کیجیے گا کہ کس کو مخاطب کرنا ہے۔ بات پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ میں پیچھے بیٹھ کر آپ لوگوں کی گفتگو سن رہا تھا اور جس قسم کی جذباتیت اور معاملے پر اڑنا اور ایک خاص رائے رکھ کر گفتگو کو آگے بڑھانا۔ میں سن رہا تھا تو مجھے اپنی جوانی کا ایک عہد یاد آ رہا تھا کہ جب ہم کسی چیز پر اپنی رائے قائم کر لیتے ہیں تو پھر اس کے حساب سے دلائل ڈھونڈا کرتے ہیں اور جو دلیل ہمارے خلاف ہوتی ہے، ہم بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ یا تو غلط لکھی گئی ہے یا ہمیں راستے سے ہٹانے کے لیے اس طرح کی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اب تو بڑے بڑے TV Channels, media, food chains کا نام لیا گیا کہ ہمیں راستے سے ہٹانے کے لیے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اصل بات کہیں اور چھپی ہوئی ہے۔ ہم وہ چھپی ہوئی بات نہیں ڈھونڈتے نہیں تھے بلکہ ایسا ہوتا تھا کہ جیسے وہ بات ہم پر نازل ہو گئی ہے اور ہم وہ بیان کر دیا کرتے تھے۔سچی بات یہ ہے کہ آپ جب اپنے ارد گرد، اپنے ماحول، اپنے علاقے کا سب سے پہلے جسے ہم انگریزی میں objective کہتے ہیں اور اردو میں غیر متعصبانہ مطالعہ کرتے ہیں تو پھر جب آپ ایک نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ میں جس کلچر میں زندہ ہوں، جس ملک میں رہتا ہوں، جس مذہب کو مانتا ہوں، جس علاقے میں سانس لیتا ہوں، وہ علاقہ تو سب سے اچھا ہے تو اس کی جو بنیاد بنتی ہے، وہ سب سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ صدیوں سے ہم نے اپنی محبتوں کی عقلی بنیادیں ڈھونڈنا چھوڑ دیں ہیں۔ جن سوسائٹیوں نے اپنی محبتوں کی عقلی بنیادیں ڈھونڈی ہیں، انہوں نے ان کو مضبوط بھی بنایا اور آگے بھی لے کر گئے۔

آئیے دیکھیں کہ میں اس ملک یا اس مذہب سے محبت کیوں کرتا ہوں۔ یہ مجھے اچھا کیوں لگتا ہے؟ میں ا س میں کیوں رہنا چاہتا ہوں اور میرا ملک، میرا مذہب، میرا کلچر مجھے کیوں ایک خاص قسم کے ماحول میں ایسی محبتیں دیتا ہے کہ مجھے کوئی اور کلچر اچھا نہیں لگتا۔ کلچر کیا ہے؟ میں اس کی definitionمیں نہیں جانا چاہتا، بہت سی definitionsہیں کہ culture is a complex اس میں ہماری روایات، اقدار آ جاتی ہیں، زندگی گزارنے کے طریقے آجاتے ہیں، کھانا پینا، لباس پہننا آ جاتا ہے۔ سب کچہ آ جاتا ہے۔

یہ برصغیر، جس خطے میں آپ زندہ ہیں، اس کا کلچر جس کے بارے میں ایک روّیہ یہ ہے کہ یہ گنگا، جمنی کلچر ہے جو بڑے عرصے سے چلا آ رہا تھا۔ یہاں پر ’’کول‘‘ ، ’’بھیل‘‘ اور’’دراوڑ‘‘ ہوتے تھے، کالے، کالے چپٹی ناک والے بدصورت سے لوگ تھے۔ اچانک ایک بہت خوبصورت قوم آئی جو رہتی تو صحرائے گوبی کے پاس تھی، ان کے ناک بھی چپٹے تھے لیکن رنگ ذرا گورا تھا۔ گھوڑوں پر بھاگتے ہوئے آئے، ان کے ساتھ بکریاں تھیں، انہوں نے آ کر ان کو نکالا اور کہا کہ تم لوگ دفع ہو جاو، ہم لوگ یہاں رہیں گے۔ اس لیے کہ ہم طاقتور ہیں، ہم بہتر ہیں۔ وہ لوگ پھر تھوڑی دیر ہی رہے تھے کہ اچانک Central Asiaسے لمبی لمبی ناک، ہلکی سی hazel قسم کی نیلی آنکھیں، نیم قسم کے blond بال اور تنو مند لوگ گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور آ کر یہاں آباد ہو گئے۔ انہوں نےبھی کہا کہ تم بھاگتے جاؤ اور پیچھے جہاں جگہ ملتی ہے وہ چلے جاؤ اور ا س زمین کو ہم آباد کریں گے۔

یہ زمین ان کو بہت اچھی لگتی تھی۔ آپ میں سے جو لوگ بغیر کسی سہولت کے کسی ٹھنڈے مقام پر چہ سات ماہ گزاریں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ وہاں رہنا کتنا مشکل کام ہے۔ جہاں چہ سات ماہ تک برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ ہوں سبزہ ختم ہو جائے، کوئی پھل وغیرہ نہ ملے۔ بکریاں وغیرہ باندھنے کا مسئلہ ہو۔ ٹھٹھرتے ہوئے رہیں۔ لکڑی جو جمع کی ہوئی ہو، وہ بھی ختم ہو جائے تو آپ کہیں گے کہ یہ زندگی تو عذاب ہے، یہاں سے نکلو۔ جب وہ یہاں آئے

تو انہوں نے دیکھا کہ یہاں تو نو دس ماہ سبزہ رہتا ہے، دریا بہتے ہیں، تھوڑی سی گرمی ہے، ہم برداشت کر لیں گے لیکن ہم یہاں پر آ جاتے ہیں۔ جن کو انگریز Ariansاور ہم جن کو آریائی قوم کہتے ہیں، وہ آ کر یہاں آباد ہو گئی۔ میں اس لمبی بحث میں نہیں جانا چاہتا لیکن ایک بات میں نے بحثیت ایک archeologist تین چار سال کام کیاہے یہ سارے خواہ وہ Arians تھے، بھیل یا کول یا دوسرے تھے، یہ سب آپ کو ایک خدا کو ماننے والے لوگ تھے۔ تاریخ میں ہم چھوٹی چھوٹی مہریں بیل یا دیوتا یا dancing girl کی تصویر دکھا دیتے ہیں لیکن ان سب میں سے کسی کا بھی سائز ایسا نہیں ہے جو preachingکے لیے ہو۔ جب آپ کوئی بت بناتے ہیں تو اتنا بڑا ضرور بناتے ہیں کہ آپ اس کی پوجا کر سکیں۔ ہڑپہ سے لے کر موہنجوداڑو اور وہاں سے لے کر فتح پور سیکری کے علاقے تک ساری جگہ پر جتنی بھی کھدائیاں ہوئی ہیں، ان میں کوئی ایک جگہ بھی ایسی نہیں ملی جہاں پر ٹیمپل میں کوئی بت رکھا جاتا ہو۔ اس کےبعد شروع کی تاریخ میں جو چار ویدیں ملتی ہیں، جو Arians کے بعد لکھی گئیں اور انہوں نے یہاں پر جو ایک چھوٹا سا مذہب ترتیب دیا، اس میں بھی انسان کا تعلق اس کائنات میں ایک خدا کے ساتھ نظر آتا ہے۔

دوسری چیز، کیونکہ میں اس بات پر believeکرتا ہوں اور میں اس کی دلیل دوں گا کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کچھ علاقوں کو مخصوص کرتا ہے اور ان کی اس طرح سے shape کرتا جاتا ہے کہ وہاں پر اس طرح کا culture built up کرنا ہے۔ اس کے موسمی اثرات، لوگوں کی آمد و رفت، وہاں پر بڑے انسانوں کا پیدا ہونا ،ایک destiny ہے۔ میں یہ بات مذہب کے طور پر نہیں کر رہا، آپ دنیا کے کسی بھی فلسفے کو پڑھ لیں، ہر فلاسفر کہیں نہ کہیں ایک بات پر آ کر ضرور پھنستا ہے اور وہ کہتا یہ ہے کہ کوئی ایک عقل کل ایسی موجود ہے جو انسانوں کو shape دے رہی ہے کہ نہیں اس طرح کے علاقے کے لوگوں کو اس طرح رہنا ہے ۔ جیسا کہ ہیگل کی مشہور تھیوری dialectical materialism ہے، وہ کہتا ہے کہ ایک زمانے میں ایک علاقے میں ایک کلچر چلتا ہے اور اس میں اس طرح کی روایات، اقدار، ماحول، کھانے پینے کا رنگ ڈھنگ ہوتا ہے۔ اس طرح لوگ مذہب اختیار کرتے ہیں، وہ اس کو thesisکا نام دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوتا یہ ہے کہ اچانک لوگ گھبرا اٹھتے ہیں کہ ہمارے باپ، ہمارے دادا کی یہ بات غلط تھی، ہم بالکل ٹھیک نہیں رہ رہے، انہوں نے ہمیں قعر مذلت میں پھینک دیا تھا، نہ ترقی کی، نہ آگے بڑھے۔ وہ کہتا پھر اس کے بعد مکمل طور پر نفرت شروع ہوتی ہے تو وہ anti thesis کا دور ہوتا ہے۔ وہ اس کو ثابت نہیں کر پاتا کیونکہ مکمل destruction سوسائٹی میں کہیں آتی نہیں ہے تو پھر وہ کہتا یہ ہے کہ ہوتا یہ کہ اس سوسائٹی کی جو natural wisdom ہے جو اس کو govern کر رہی ہے، جو کہ absolute wisdom ہے، وہ اس کی صلح کروا دیتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ایسا کرتے ہیں کہ نیچے جینز پہن لیتے ہیں اور اوپر ایک لمبی سی شرٹ پہن لیتے ہیں تاکہ پردہ بھی رہے اور تھوڑے سے گورے بھی لگ جائیں تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ وہ synthesis کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اب اس برصغیر پر آتے ہیں تو میں natural wisdom کا ایک فلاسفر نہیں بہت سے ایسے فلاسفر کیونکہ میں آپ کو فلسفے کہ بحث میں نہیں ڈالنا چاہتا کہ جہاں ہم time and spaceکی بحث میں آ جائیں اور پھر کہیں کہ سائنس تو یہ کہتی تھی اور فلسفہ یہ کہتا ہے۔ یہاں کی سوسائٹی پر آئیں تو یہاں کیا بیتی؟ یہ جو سارے سلسلے تھے یہ اس علاقے میں جہاں آپ رہتے ہیں، یہاں آتے رہے۔ یہ جو Indus valley ہے، اوپر سے چلتی چلتی جس میں گلگت بھی ملے گا اور اسلام آباد سے ہوتے ہوئے پنجاب اور پھر آپ سندھ کی طرف جاتے ہیں۔ یہ یہاں پر رک جاتے تھے اور یہاں آباد ہو جاتے تھے یا تھوڑا سا آگے جاتے تھے اور وہاں گنگا اور جمنا تھے۔ اس سے آگے ان کو معاملہ ذرا ٹھیک نہیں لگتا تھا کیونکہ پانی پت آ جاتا تھا۔ 1947 سے پہلےامرتسر crossکرنے کے بعد یہ پورا علاقہ

ایک صحرا تھا اس کے بعد جمنا کی وادی اور گومتی کا کنارا آتا تھا اور پھر گنگا ملتی تھی اور اس کے بعد کہیں سرسبز علاقے آتے تھے۔ یہ ایک barrierتھا جہاں پر وہ رک جاتے تھے۔ جب یہاں دوسرے آنا شروع ہوتے تھے جیسے ہم کہتے ہیں کہ آجکل ایک رو چلی ہوئی ہے، Cyprus چلتے ہیں، وہاں سے جہاز میں بیٹھ کر یونان اور پھر وہاں سےسپین پہنچ جائیں گے۔ پھر سپین سے تین چار اور راستے ہیں کیونکہ اس وقت نہ تو پاسپورٹ ہوتے تھے، جن لوگوں نے تاجکستان، ترکمانستان، کرغزستان اور قزاقستان کا علاقے دیکھا ہے اور سات، آٹھ ماہ وہاں گزارے ہوں تو ان کو اندازہ ہو گا کہ سبزے کی تلاش کتنی مشکل تھی اور وہ لوگ کیسے سبزہ تلاش کرتے کرتے یہاں آتے تھے اور جب وہ آتے تھے تو دوسرے لوگ آگے چلے جاتے تھے اور یہ لوگ یہاں رہ جاتے تھے۔ اس دوران'' منو سمرتی'' کا شاستر اور ذات پات کی تقسیم اس معاشرے میں آئی ہے اور ایک ایسا ہندو مذہب پیدا ہوا جس کے اندر mythologies آئیں۔ پہلی بات یہ کہ ایک ایشور ہے، ایک بھگوان ہے لیکن بھگوان کے کچھ اوتار ہوتے ہیں مثلاً ہندوؤں کے تین بڑے اوتار وں میں ''برہما''،'' شیو'' اور'' وشنو'' ہیں۔ برہما نے اس کائنات کو پیدا کیا اور برہما کا پورے ہندوستان میں کوئی مندر نظرنہیں آتا سوائے پوشکر کے۔ پوشکر اجمیر کے ساتھ ایک جھیل ہے۔ یہ بالکل اس طرح کی جھیل ہے جس طرح کی جھیل کٹاس میں اگر آپ جائیں تو آپ کو ملے گی۔ دونوں جھیلوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ شِیو (Shiv) جس کو destructorکہتے ہیں، یہ آخر میں کام کرے گا۔ اس کے تین بنیادی اوتار ہیں ''شیو، وشنو اور برہما۔ شیو کی بیوی پاربتی اچانک مر گئی تو وہ بڑی شدت کے ساتھ رویا تو اس کا ایک آنسو پوشکر اور ایک یہاں پر گرا تو ان دونوں میں سے چشمے پھوٹے اور ہندوؤں کے لیے بنارس کی گنگا کے گھاٹ کے بعد دونوں بہت مقدس پانی ہیں۔ جب اس طرح کا religionپیدا ہوا تو عقل کل یہاں کیا کرتی ہے؟ آپ حیران ہوں گے، یہ تاریخ بڑی عجیب و غریب ہے۔ عقل کل ایک اور راستہ نکالتی ہے کہ اس علاقے کو میں نے ایک culturally separate entity کیسے بنانا ہے۔ وہاں پر پٹالیہ پترا ایک جگہ جس کو آج کل پٹنہ کہتے ہیں، وہاں پر ایک stanch قسم کی گورنمنٹ بن گئی جس کو Stanch Gupta Empire کہتے ہیں جو اس علاقے میں ruleکرتی تھی۔ عقل کل نے کہا کہ یہ علاقہ تو ہم نے علیحدہ رکھنا ہے تو اس کو کیا کریں۔ یہاں پر منگول آ گئے۔ انہوں نے یہاں سے ان کو نکالا اور وہ Empire وہاں کام کرتی رہی، یہاں نہیں۔ اس کے بعد Morians and white Huns آتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اس علاقے کو علیحدہ کرتے ہیں۔ ہندوستان کی پانچ ہزار سال کی تاریخ میں کل تین، ساڑھے تین سو سال stanch Hindu حکومت رہی ہے۔ ان میں سے ایک حکمران ایسا تھا کہ جس نے پورے برصغیر پر حکومت کی اور وہ اشوک تھا۔ یہاں پر عقل کل کا فیصلہ دیکھیں کہ کلنگا کی جنگ میں تقریباً تین ساڑھے تین لاکھ بندے مارے اور جب لاشیں دیکھیں تو چیخیں مار کر رونے لگ گیا کہ میں نے اتنے لوگ مار دیے تو وہاں پر ایک بدھ تھا، اس نے کہا کہ اس کا ایک جس کو وہ پراشچٹ کہتے ہیں، وہ کرتے ہیں ہم تم کو ایک جگہ لے جاتے ہیں تو بدھ کے پاس لے جاتے ہیں۔ بدھا اس وقت انتقال کر چکا تھا اور بنارس سے تھوڑا سا آگے سارناتھ جہاں انہوں نے اس کی ہڈیاں دفن کرکے ایک بہت بڑا اسٹوپا بنایا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ اشوکا نے وہاں جا کر meditationکی تو وہ بدھ ہو گیا۔ اب پورے ساڑھے تین سو سال میں برصغیر کے اس حصے کو جس کو پاکستان کہتے ہیں، اس پر صرف اشوک نے حکومت کی ہے اور وہ بھی بحیثیت بدھ نہ کے ہندو۔ اس کی حکمرانی کی صورتحال یہ تھی کہ اس نے برصغیر میں کوئی expedition نہیں کی، تلوار سے ایک انچ علاقہ بھی فتح نہیں کیا۔ اس کاپرکنا کا ایک سسٹم تھا جس میں وہ مہامیر لگاتا تھا اور وہ مہامیر حکمرانی کرتے تھے۔ وہ ان کو انصاف کے اٹھارہ اصول دیتا تھا کہ ان پر عمل کرنا ہے۔ جانوروں کو انصاف دینا ہے اور فلاں کو دینا ہے۔ ارد گرد کے

لوگ یہ کہتے تھے کہ اس علاقے کا حکمران بڑا اچھا انصاف کرتا ہے تو یہ مہامیر ہمارے بھی فیصلے کرنا شروع کر دے۔ وہ واحد حکمران ہے کہ گلگت میں بھی پتھروں پر اس کے attic's ملیں گےاور کابل اور ہرات میں ملیں گے ۔ اشوک چالیس سال حکمران رہا اس کے بعد پھر ایک reversalہوئی جس کی بہت سی وجوہات ہیں ان میں سے بقول ہندوو ٔں کے اس نے فوج کو فارغ کر دیا تھا۔ پچاس ہزار رتھ اس نے خالی کر دیے تھے۔ سات لاکھ فوج بے روزگار ہو گئی تھی اور آخر فوج نے اس کا تختہ الٹ دیا کہ یہ بندہ فوج نہیں رکھتا تو ہم اس کو کیسے رکھ سکتے ہیں۔

اشوکا کے اس دور کے بعد شدید قسم کی گپتا سلطنت آئی تو پھر اس علاقے کو اللہ نے بچایا۔ آپ اس کو عقل کل کہہ لیں میں اس کو اللہ تعالٰی کی ذات کہتا ہوں، اللہ نے اس علاقے میں Greeks کو بھیج دیا۔ یہ پورا خطہ during stanch Hindu Empire اس علاقے سے علیحدہ رہا اور یہاں پر چھوٹے چھوٹے ہندو راجہ ضرور حکمرانی کرتے رہے لیکن ہندوستان کی پانچ ہزار سال کی تاریخ میں یہ خطہ اکھنڈ بھارت کا unified part نہیں رہا۔ ایک دن کیا ایک گھنٹے کے لیے بھی یہ اس unified Empire کا حصہ نہیں رہا۔ یہاں پر کچھ اور لوگ حکمرانی کرتے رہے۔ اس کے بعد کی ہماری تاریخ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جلال الدین خلجی آتا ہے، شہاب الدین غوری اور پھر بابر آتا ہے

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

یہاں پر ہمارے بڑے عجیب و غریب قسم کے ہیرو آئے اور انہوں نے ہمیں کسی نہ کسی حد تک اسلام سکھایا اگرچہ اس میں صوفیاء کی بہت contribution ہے۔ کلچر کے بارے میں ہم acculturation and assimilation دو لفظ استعمال کرتے ہیں۔ Acculturation یہ ہے کہ آپ جس ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں کھڑے ہو کر آپ بڑی دھواں دار تقریر کریں کہ ہمارا کلچر یہ ہے اور ہم اسلام اور

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

لیکن بیٹھے ہم کرسیوں پر ہیں، آدھے لوگوں نے جین اور آدھے لوگوں نے کوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ آدھے اسی زبان میں بول رہے ہیں، آدھے میری طرح انگریزی کے لفظ بھی بول رہے ہیں تو ''خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی'' نظر نہیں آتی۔ درحقیقت یہ کلچرپر acculturation affects ہو رہے ہوتے ہیں اور دنیا میں کہیں بھی منع نہیں ہیں۔ یہ نہ اسلام میں منع ہیں ، نہ ہی کسی کلچر نے منع کیے ہیں اور نہ ہی یہ روکے جا سکتے ہیں۔ اس کا احترام میں آپ کو ایک حدیث سے بتاتا ہوں۔

خانہ کعبہ جو آپ کو ایک چوکور نظر آتا ہے یہ بنیادی طور پرحضر ت ابراہیم کے زمانے میں ایک oblong قسم کا boxتھا اور مکہ کے لوگوں نے اس کو بناتے وقت وعدہ کیا کہ اس پر رزق حلال خرچ کریں گے اور جتنا رزق حلال ہو گا، وہ اس پر لگا دیں گے۔ جب یہاں جہاں پر دیوار بنی ہے، اس تک پہنچے تو پیسے ختم ہو گئے، تو اب اور حلال تو تھا نہیں تو انہوں نے یہ cubicحصہ بنا دیا اور باقی حصہ جس کوحتیم کہتے ہیں جہاں پر آپ نفل پڑھتے ہیں کیونکہ یہ خانہ کعبہ کا حصہ ہے۔ جب مکہ فتح ہوا تو حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہےکہ میں مکے کی دیواروں کی اس کیoriginal دیواروں پر بحال کر دوں لیکن یہ لوگوں کے دلوں میں اتنا رچ بس گیا ہے کہ لوگ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ یہ ہے اس cultural tradition کا احترام کہ خدا کا گھر نبی کی خواہش کے باوجود اس کی اصلی بنیادوں پر واپس استوار نہیں کیا جاتا۔ ان traditionsکو کبھی نہیں روکا گیا، اس کے impactsچل رہے ہوتے ہیں۔ اب ذرا ایک مثال لیجیے کہ بابر، اکبر وغیرہ سب

لوگ ادھر آنے کی بجائے یورپ کی طرف چلے جاتے تو یہ جو شلوار قمیض میں نے پہنی ہوئی ہے، یہ کافروں کا لباس ہوتا اور پینٹ قمیض جو کسی اور نے پہنی ہوئی ہے، یہ مسلمانوں کا لباس ہوتا۔ یہ تو خوش قسمتی ہےکہ وہ یہاں آ گئے اور میں نے شلوار قمیض پہن لی۔ یہ جو لباس ہے، عربوں میں اسلام سے پہلے موجود نہیں تھا۔ ترک پاجامہ جو آجکل آپ کی baggy pentہے، نبی پاک آخر چہارشنبہ کو جب وہاں پر خریداری کے لیےگئے ہیں تو یہ پاجامہ وہاں تھا۔ آپ نے سیدنا علی رضی اللہ سے کہا کہ یہ ستر کے لیے بہت اچھا ہے، اس کو خرید لو میں اس کو پہنوں گا۔ آپ نے وہ پاجامہ خریدا اور رکھ لیا، اس کے کچھ دنوں کے بعد آپ کا وصال ہو گیا لیکن وہ ترکے میں موجود ہے اور آج بھی توپ کاپی میوزیم میں موجود ہے۔

اب میں دوسری طرف آتا ہوں۔ یہ چھری کانٹا جس سے ہم کھاتے وقت استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے سپین میں بڑے بڑے fashion designers پیدا کیے تھے جن میں سے ایک آدمی زریاب تھا۔ یہ بڑا کمال کا آدمی تھا۔ اگر آپ نے scrap film یا پرانی قسم کی فلمیں دیکھی ہوں تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ لکڑی کے بڑے بڑے ڈوئی کی طرح کے چمچے ہوتے تھے جن سے بڑے سے پیالے میں سے وہ کھا رہے ہوتے تھے۔ ایک خاص قسمی کی bar-b-q بناتے تھے۔ پوری ران اٹھائی اور اس میں ڈال دی اور پھر اس کو دانت سے کھا رہے ہوتے تھے۔ Ziryab was the person جو مسلمان تھا موُر تھا، اس نے چھری کانٹا ایجاد کیا تھا اور پورے یورپ نے اس چھری کانٹے کو follow کیا۔ کوئی شخص جا کر پڑھتا نہیں کہ چھری کانٹے کی tradition کہاں سے آئی اور کس جگہ سے کیسے آئی۔ ہماری زندگی میں ہم نے بچپن میں چھری کانٹے سے کھاتے ہوئے کسی اور کو دیکھا ہے اس لیے ہم اس کی تاریخ کو نہیں دیکھتے۔ ایک کتاب میں ہمیشہ اپنے نوجوانوں کو تجویز کیا کرتا ہوں کہ وہ ضرور پڑھا کریں۔ اگرچہ گورے کی لکھی ہوئی ہے اس کا نام ہے Impact of Science on Society یہ Bertrand Russell کی کتاب ہےاور بہت خوبصورت کتاب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مسلمان بڑے کمال کے لوگ تھے۔ برصغیر، یورپ، عرب دنیا کی بات نہیں، مسلمانوں کی بحثیت مجموعی تعریف کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ پوری دنیا Islands میں تھی۔ یہ Indus کا ہے، یہ Mesopotamia کا ہے، یہ Egypt کا ہے، یہ China کا ہے۔ نہ China کی زبان Mesopotamia والے جانتے ہیں۔ Babylonia کا علاقہ جہاں پر hanging gardens of Babylonia ہے، نہ China کی زبان Indus والے جانتے تھےجو لوگ تجارت کرتے تھے، صرف ان کو زبان آتی تھی۔ آپ حیران ہوں گے،جس وقت اسلام آیا ہے، پورے مگے میں سترہ لوگ پڑھے لکھے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان کو ضرورت نہیں پڑتی تھی culture to culture moveکرنے کی۔ چند لوگ تاجر تھے، انڈیا والے وہاں جاتے تھے، وہاں والے یہاں آتے تھے اور وہ تاجر اپنا سامان وغیرہ بیچ کر چلے جاتے تھے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کپڑا بیچنے والے پشتون یا جو خانہ بدوش ہیں وہ پانچ، چھ زبانیں جانتے ہیں۔ وہ سرائیکی، پنجابی، پشتو بڑی اچھی بولتے ہیں۔ بلوچ علاقے میں جاتے ہیں بلوچی بہت اچھی بولتے ہیں کیونکہ ان کا ایک business concern ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کہتا ہے کہ پورے علاقے Islandsتھے۔ اب ان Islands میں زبان ترقی کر رہی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ عربی پر کبھی بھی اتنا عروج نہیں آیا جتنا اس زمانےمیں آیا جب صرف سترہ لوگ پڑھے لکھے تھے۔ ان کی معلقات جو وہ خانہ کعبہ میں لٹکاتے تھے، best possible malakat تھی اور پڑھے لکھے لوگ سترہ تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ LUMS کو تو بند کر دینا چاہیے اور اسلام آباد یونیورسٹی بند کردیں۔ جب شاعری کی معراج یہ ہو، جب زبان کا مقام یہ ہو تو اردو اور عربی department تو بند کرنے چاہیے۔ پھر ان پڑھوں کا کیا مسئلہ ہے؟ مسئلہ یہ نہیں ہے، وہ کہتا ہے کہ language وہ اپنے عروج پر اپنے metaphoric process پر ضرور چلتی رہتی ہے لیکن اس

پر cultural affects نہیں ہو پاتے۔ Cultural affects سے وہ کہتا ہے کہ ہوتا یہ ہے کہ ایک جگہ پر آ کر اس کی growth retard ہو جاتی ہے۔ اس کا حل کیا ہے؟ آپ صرف دو، اڑھائی سو سال پہلے کی تاریخ پر جائیں کہ قوموں نے کیسے ترقی کی اور کیسے اس retardation سے باہر نکلے۔ کبھی کسی نے غبی بچے کو دیکھا ہو جو سکول میں ہوتا ہے، آپ ایک قائدہ ایک سال میں پڑھتے ہیں، وہ آٹھ سال میں پڑھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ iron cutter ایک غبی کی طرح کی صورتحال تھی retard کر دیتے تھے۔ آپ نے قصیدے تو لکھ لیے لیکن آپ کی ترقی نہیں ہو سکی۔ آپ نے یہ تو کہہ دیا

اباحندا خلع تعجل علینا وانزرنا لا خبر کل

جس کو عربی آتی ہے اس کو اندازہ ہوتا ہے کہ اس قدر خوبصورت قسم کا metaphor ہے کہ آپ حیران ہو جائیں گے۔ امراء القیس نے خاتون کے سراپا پر ساٹ سو شعر لکھیں ہیں اور اگر کسی شعر میں اس نے ناخنوں کی تعریف کی ہے تو ستر، ستر شعروں میں اس کے ناخنوں کی ملاحت، اس کے رنگوں کو پیاز کے چھلکوں سے تشبیہ دے کر کمال باتیں کی ہیں لیکن retard ہے ایک بیماری ہے Autism بچپن میں ایک بچہ جو یوں بیٹھا رہتا ہے اور اس دائرے سے باہر نہیں نکلتا اور کسی خاص چیز پر responseکرتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ دائرے کو کہاں break کیا جائے۔ آپ قوموں کی دو سو سال کی تاریخ دیکھیں۔ دوسو سال پہلے یورپ کیا تھا؟ یورپ کو چھوڑ دیں اکیلے انگلینڈ پر آ جائیں۔ جس کی ہم انگریزی بولتے ہیں، ہمیشہ انگریزی بولتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یار اس کو انگریزی بولنی نہیں آتی، اس کا لہجہ دیکھوpronunciation دیکھو۔ وہ انگریز دو سو سال پہلے کیا تھا؟ نہ لٹریچر، نہ بڑا سائنسدان، نہ بڑا عالم، نہ کوئی افسانہ نگار، نہ کوئی فلاسفر۔ ایک شیکسپئر جس کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ بنیادی طور پر سود پر پیسے دیتا تھا،سٹیٹفورڈ میں رہتا تھا اور جو اچھا رائٹر مل جاتا تھا، اس سے کہانی خرید کر اپنے نام پر شائع کرتا تھا۔ اس کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے۔ ایک شیکسپئر اور باقی چار، پانچ romantic poets تھے۔ انہوں نے کیا کیا کہ آج دنیا کی ہر چیز انگریزی میں ہے۔ پاگلوں کی طرح وہ بیٹھے کہ ہم نے اس gap کو کس طرح fillکرنا ہے۔ انہوں نے دنیا کا ہر علم اپنی زبان میں translate کر دیا۔ رات کو فرانس میں کتاب چھپتی تھی، صبح سویرے ترجمہ کرنے کے لیے بیٹھتے تھے اور شام تک ترجمہ کر کے وہ کتاب مارکیٹ میں کتاب آجاتی تھی۔ آج بو علی سینا عربی میں ملے نہ ملے، انگریزی میں ملے گا۔ موپساں فرانس میں ملے نہ ملے ، انگریزی میں ملے گا۔ کارل مارکس جرمنی میں ملے نہ ملے انگریزی میں ملے گا۔ گوئٹے ملے نہ ملے انگریزی میں ملے گا۔ برصغیر میں کاما سوترہ کسی جگہ ملے نہ ملے، انگریزی میں ملے گی۔ وید کسی اور جگہ ملے نہ ملے، یہاں ملے گی۔ دنیا کا علم اکٹھا کیا۔

رسل کہتا ہے کہ انہوں نے یہ سیکھا کہاں سے؟ وہ کہتا ہے کہ یہ کام مسلمانوں نے شروع کیا تھا۔ حجاج بن یوسف نے سب سے پہلے بٹھایا اور کہا کہ جہاں جہاں سے بھی تم آئے ہو وہاں کی زراعت کے مختلف طریقے translate کر دو۔ انہوں نے وہ translate کرنا شروع کر دیے۔ اس کے بعد انہوں نے پورے کا پورا Greek translate کیا، پورا Latin translateکیا، انڈیا کے اندر جو بھی کتاب تھی وہ translate کی بلکہ ایک زمانے میں لاکھوں کے حساب سے translationsعرب میں موجود تھیں۔ وہ ایک اور بڑی مزیدار بات کہتا ہے جہاں پر آپ کی growth retard ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے جب آپ empirical research نہیں کرتے تو آپ کی growth retard ہوتی ہے۔ آپ جانچتے نہیں کہ میں نے یہ بات کہاں سے کی ہے۔ یہ خبر کہاں سے آئی ہے۔ میں جو دھواں دھار تقریر کر رہا ہوں ، اس کا کوئی baseبھی ہے کہ نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ empirical research یہ ہے کہ چیزوں کو گننا۔ یہ Pildat والے اکثر کرتے رہتے ہیں یا آپ بھی

کرتے ہوں گے کہ ایک سروے کیا اور لوگوں کی رائے معلوم کر لی کہ لوگ کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس researchسے پہلے دو چیزیں ہوتی تھیں۔ ایک ہوتا تھا deductive logic منطق استخراجیہ اور دوسرا ہوتا تھا inductive logic منطق استقراریہ۔ اس میں وہ کہتے تھے کہ دلیل سے ثابت کرو، یہ جا کر پتا کرنے کی بات نہیں ہے۔ مثلاً اس نے ایک مثال دی ہے کہ ارسطو نے دلیل سے ثابت کیا کہ عورت کے اٹھائیس دانت ہوتے ہیں۔ اب دلیلیں بڑی مزیدار ہیں۔ اس کے کلےچھوٹے سے ہیں۔ کھاتی ہے تو کم منہ کھولتی ہے۔ بہت سی observations ہیں۔ Controlled observations اور بہت سے logics اس طرح کے تھے، اس نے دلیل سے ثابت کر دیا۔ وہ کہتا ہے کہ ارسطو کی دو بیویاں تھیں، ان کے منہ میں انگلی ڈال کر گنا نہیں کہ اٹھائیس ہیں یا بتیس کیونکہ وہ کہتا تھا کہ گننا چھوٹے لوگوں کا کام ہے۔ Empirical research بنیادی طور پر اچھی بات نہیں ہے، فلاسفر بڑے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ مسلمانوں نے دنیا میں جو سب سے بڑا کام کیا ہے، وہ empirical research introduce کرائی ہے کیونکہ اس کی بنیاد پر انہوں نے retard نکالا، sciences نکالیں، observations built up کیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن پر modern science بنیاد رکھتی ہے اگرچہ empirical research میں بہت سی چیزیں ہوتی ہیں۔ جو research کرنے والے لوگ ہیں، control book بناوٗ ، human society میں بہت مشکل ہوتا ہے کہ آپ control کر سکیں لیکن sciencesمیں ساری basis یہی ہیں۔ یہ تھا وہ craze جوان دونوں قوموں میں آیا۔ ایک قوم نے چھ، سات سو سال حکومت کی۔ تقریباً آدھی دنیا، جس کا ہم ماتم کرتے ہیں کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

یہ خاک کاشغر تک اس لیے پہنچے تھے کہ انہوں نے یہ کام کیے تھے اور دوسرے کی حکومت میں کینڈا سے لے کر آسٹریلیا تک سورج غروب نہیں ہوتا تھا کہ وہ علم کو اپنے کلچر میں لے کر آئے۔ اتنا علم ان کے کلچر اور زبان میں آ گیا کہ ان کو کسی اور طرف دیکھنے کی ، مرعوب ہونے ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ اب وہ بچہ جب موپساں کی کتاب کھولتا ہے یا افسانہ پڑھتا ہے تو اس کو نہیں پتا چلتا کہ یہ برگنڈی کے کسی ماحول میں لکھا ہوا ہے یا جب وکٹر ڈوگو کا ناول پڑھتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ میرے ملک کے کسی بندے کی بات ہو گی۔ جب وہ سائنس کی کتاب میں بوعلی سینا کا psychological principles and psychosomatic medicine پڑھتا ہے اور اس کو ابی سینا کہتا ہے تو اس کو اپنے کلچر پر ایک فخر اور ناز پیدا ہوتا ہے۔ علم کے بارے میں نبی اکرم کی حدیث ہے کہ علم مومن کا گمشدہ مال ہے۔ آپ کا قیمتی قسم کا موبائل فون کسی جگہ رہ جائے توآپ پاگلوں کی طرح تلاش کرتے ہیں کہ تم نے تو نہیں دیکھا، تم کو تو نہیں ملا۔ اس میں تو میرے ایڈریس تھے، اس میں تو تین، چار messages ایسے تھے جو میں نے بہت saveکر کے رکھنے تھے، بڑی کام کی چیزیں تھیں۔ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ اس کی تلاش میں نہ نکلے ہوں۔ وہ تو اس نے birthday پر دیا تھا، وہ تو میرا خاص ہے اور یہ، وہ ہے۔ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ گمشدہ مال کو ڈھونڈنے نہ نکلے ہوں؟ ہم واحد قوم ہیں جس کا نبی کہتا ہے کہ علم تمہارا گمشدہ مال ہے اور ہم اس کو ڈھونڈنے نہیں نکلتے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم تک جو علم دروازے سے آ رہا ہے، اس کو فوری طور پر بند کر دیں تاکہ ہم بڑے آرام و سکون سے یہاں رہیں۔ جب یہ کچھ ہوتا ہے میں تاریخ کی اتنی بڑی reality بتا رہا ہوں کہ جب آپ علم اپنی طرف لے آتے ہیں، جب علم اپنی جگہ پر پہنچا دیتے ہیں تو کلچر اور وہ کچھ تبدیل ہو جاتا ہےجس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ جس وقت مسلمان دنیا کا علم اپنی زبان میں لے آئے تو تاریخ کے کسی بھی کلچر کے ماہر سے سوال کریں کہ دنیا میں سب سے potent force کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ کلچر۔ کلچر میں سب سے

potent force کیا ہے؟ وہ کہے گا زبان، جو آپ بولتے ہیں۔ یہاں سے میرپوری جائے گا، انگریزی بھی بولے گا اور ساتھ اپنی میرپوری بولے گا بے شک انگریزی ملا کر بولے۔ دنیا میں کہیں بھی جائیں، جو Spanish ہوں گے بولیں گے۔ دنیا کی واحد قوم مسلمان ہے کہ جہاں پر انہوں نے محنت کی، علم کو مکمل طور پر استحکام دے کر اپنے اندر ڈالا ہے، انہوں نے اس علاقے کی زبان بدل دی ہے۔ عراق ، شام، مصر، مراکش،ایتھوپیا ، اردن میں کبھی عربی نہیں بولی جاتی تھی۔ یہ پورے علاقے.they are parts of the Arabs world یہ تاریخ کا اتنا بڑا معجزہ ہےکہ جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے لیکن وہ نعرے سے نہیں ہوا۔ تلوار اٹھا کر اور شیر پر بیٹھ کر یہ چیزیں نہیں ہوتیں، علم سے ہوتی ہیں۔ وہ جو مومن کا گمشدہ مال ہے، وہ ہم نے چھوڑدیا۔ اب ہم اپنے پر آ جاتے ہیں کہ

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

کیوں دے مارا؟ جو عقل کل اتنی بڑی احتیاط کرتی ہے کہ اس پورے خطے کو علیحدہ رکھتی ہے، اس کی cultural pruning کسی نے باغ لگایا ہو تو ایک لفظ ہوتا ہے کہ کانٹ،چھانٹ کرتے ہوئے بالکل علیحدہ کر دیتی ہے کہ یہاں پر اثرات آئیں تو ادھر سے آئیں، ادھر سے آئیں۔ یہ لوگ ان اثرات سے محفوظ رہیں۔ مجھ سے کبھی کوئی سوال پوچھتا ہے کہ اس کلچر کے اندر major componentsکون سے ہیں؟ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ اس کے لیے واہگہ سے باہر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ آپ کی شلوار قمیض Central Asia سے آئی۔ کباب، بریانی، کوفتہ، غزل، طبلہ، سارنگی آپ ایک لسٹ بنا لیں ، سوائے دہی بھلے اور چند دالوں کے آپ کو گنگا سے پار نہیں جانا پڑتا۔ اس طرف complete cultural affinity ہے۔ آپ نے دو چیزیں بھی وہاں سے نہیں لیں کہ جہاں سے عقل کل نے آپ کو علیحدہ رکھا ہے۔ آپ کا dome Central Asia سے آیا۔ آپ کی arches Central Asia سے آئیں۔ آپ کی painting, calligraphy تمام منقش دیواریں Central Asia سے آئیں۔ مسلمانوں کے آنے سے پہلے کیا تھا؟ جن لوگوں کو اللہ وقت دے، وہ جا کر اجنتا اور ایلورا کے غار دیکھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ وہ غاریں بدھوں نے کھودی ہیں۔ ہندو کا وہاں کام صرف یہ تھا کہ اپنا شاندار قسم کا گنگا کا خوبصورت جسم کا مجسمہ لا کر وہاں رکھ دینا اور اس کے بعد وشنو، شیو اور پاربتی بھی لے آنا۔ بنیادی طور پراڑتیس کی اڑتیس غاریں بدھوں کی ہیں۔ وہاں پر جین کے مندر ہیں، جو سب سے زیادہ ہیں۔ مندر تو چھوڑیں وہاں پر concept ہی نہیں تھا کہ تھا dome structure and arches جس طرح کی آج کی ہیں، اس طرح کی ہوں۔ اس پورے خطے میں تمام تر civilizations پر affect وہاں سے آیا لیکن ہوا کیا کہ اس cultural assimilation کے بعد، اس acculturation process کے بعدہم نے وہ چیز چھوڑ دی جس کو کہتے ہیں کہ آگے بڑھنے کے process میں علم کو مزید اپنے اندر لانا۔

ایک اور point کہ انگریزی کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہو سکتا، اب ہم کیا کریں۔ یقیناً نہیں ہو سکتا، یہ بات طے ہے کہ نہیں ہو سکتا لیکن قوموں نے اپنے کلچر کا کس طرح سے محفوظ کیا؟ انگریزی میں سارا علم مل جاتا ہے، ساری کتابیں، سارے جرنلز وہیں سے آتی ہیں۔ ساری نئی scientific inventions وہیں پر ہوتی ہیں۔ قومیں تباہ کہاں سے ہوتی ہیں؟ قومیں brain drain سے تباہ ہوتی ہیں۔ یہ سب لوگ نکل جاتے ہیں، قوم کے اندر سے ایک stanch قسم کی core بن جاتی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ڈنمارک، ناروے، ہالینڈ، فرانس، جرمنی کی آبادی آپ سے زیادہ تو نہیں ہے، کم ہے اور زبانیں بھی سب کی علیحدہ ہے۔ Dutch and Norwegian language separate ہیں۔ Iceland کی اپنی language ہے۔ Danish language separate ہے، تھوڑی سے ملتی جلتی ہو گی لیکن پھر بھی separate ہے۔ ان ساروں کو masters level پر education کی

ضرورت ہوتی ہے، PhD level کے لیے education کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان ساروں کو انگریزی کی ضرورت پڑتی ہو گی۔ ان ساروں کو Journals consult کرنے پڑتے ہوں گے۔ ان ساروں کو انٹر نیٹ پر جانا پڑتا ہو گا، سب کچھ کرنا پڑتا ہو گا۔ آپ حیران ہوں گے کہ انہوں نے تسلیم کر لیا کہ سارا علم انگریزی میں چلا گیا ہے لیکن یہ علم ہماری زبان میں کیوں نہیں آ سکتا؟ ان سارے علاقوں میں masters and PhD ان کی اپنی زبان میں ہوتی ہے۔ پورے ہالینڈ میں ہیگ میں ایک Institute of Policy Studies ہے جس میں انگریزی میں expatriates or foreign students پڑھتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کو پتا تھا کہ جس دن ہم نے medium of instruction انگریزی زبان میں کر دیا تو کوئی بڑا ذہین جرمن یہاں نہیں ٹھہرے گا۔ ہم بچے تیار کریں گے تا کہ جا کر دوسروں کے لیے قربانیاں کرتے رہیں۔

میں صرف ایران کی مثال دیتا ہوں۔ شاہ کے بعد صرف پچیس، تیس سال ان کے پاس ہیں - میری پچھلی posting وہاں پر تھی، انہوں نے پورے کے پورے علم کو اپنی زبان میں transfer کیا ہے۔ اس کام میں آپ کو زیادہ دیر نہیں لگتی، صرف قوم کو کچھ دیر کے لیےجتنا پڑتا ہے۔ آج ان کی PhD and Masters فارسی زبان میں ہیں۔ گزشتہ آٹھ سالوں میں سے ایک سال بھی ایسا نہیں گزرا کہ ان کا ایک آدمی کہیں نہ کہیں نوبل انعام کے لیے نامزد نہ کیا گیا ہو کیونکہ علم بنیادی طور پر اس cultural premise کے اندر اور اس زبان میں بہتر طور پر سیکھ سکتے ہیں، جس زبان میں آپ خواب دیکھتے ہیں۔ ہم جس انگریزی زبان کی جگالی کرتے ہیں، میں جس نوکری سے تعلق رکھتا ہوں، ان لوگوں کا اوڑھنا، بچھونا، اٹھنا، بیٹھنا انگریزی زبان اور لباس میں ہے۔ ہم جب اکیڈمی میں داخل ہوتے تھے تو ہمیں سکھایا جاتا تھا کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے کس طرح کرنا ہے۔ وہ لوگ جو مکران کے صحرا میں خیمہ لگا کر کالا کوٹ، کالی ٹائی اور نیلی شرٹ پہن کر خیمے کے اندر بیٹھ کر چھری کانٹے سے کھایا کرتے تھے، جس سے دور دور تک ان کا تعلق نہیں ہوتا تھا۔میں ان لوگوں کا performance levelآپ کو بتاوٗں، ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ بہترین بندہ وہ ہے جو note portion بہترین انگریزی میں لکھ سکتا ہے، جو بہترین ڈرافٹ کر سکتا ہے۔ Section Officer فائل لکھتا ہے، جب وہ فائل سیکریٹری کے پاس پہنچتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اردو میں بتاوٗ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ ہمارا پورا legal system, PLD ہمارے سارے decisions سب انگریزی میں ہیں۔ ہم بحث کرتے ہیں کہ فلاں PLD میں اس نے یہ کیا، ہم یہ کتابوں کی کتابیں رٹ لیتے ہیں لیکن جب ہم Session Judge سے بحث کرتے ہیں تو اردو میں کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ ہم comfortable feel کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دنیا میں جتنی بھی مہذب اور developed ترین قومیں ہیں وہ انگریزی اس وقت بولتے ہیں جب کوئی مجبوری ہو یعنی کوئی آدمی ایسا آ جائے کہ جس کو انگریزی کے علاوہ اور کوئی زبان سمجھ نہ آتی ہو تو antiquates کی وجہ سے وہ انگریزی بولتے ہیں لیکن ہم وہ واحد قوم ہیں جو شوق میں انگریزی بولتے ہیں۔ اس لیے کہ اس سے بندہ زیادہ امیر ، زیادہ بہتر لگتا ہے۔ میں چار، پانچ مہینے پہلے چین گیا ہوا تھا، شہباز شریف صاحب ساتھ تھے۔ وہاں کی development کی بات کرتے ہیں تو بیجنگ یونیورسٹی first twentiesمیں آتی ہے لیکن بیجنگ یونیورسٹی میں انگریزی پڑھنے والا کوئی نظر نہیں آتا، بولنے والا بھی نظر نہیں آتا۔ جو خاص طور پر سیکھتے ہیں وہ اس لیے کہ جب PhD کرتے ہیں تو پھر ضرورت ہوتی ہے۔ گفتگو کرتے کرتے اچانک وہ چینی میں بات کرتے کرتےکسی بات پرپھنس گیا تو he started speaking very good English جو کہ idiomatic English ہوتی ہے تو ہم نے اس سے پوچھا کہ تم پہلے کیوں انگریزی میں کیوں نہیں بول رہے تھے، translator کیوں رکھا تھا؟ اس نے کہا اس لیے کہ'' چینی گونگے نہیں ہیں''۔ اس نے چو این لائی کا فقرہ دہرایا۔ قومیں اور کلچر میں بنیادی طور پر assimilation and acculturation ہوتی ہے، یہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن اس کی

Identity برقرار رکھی جاتی ہے جو آپ کی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس قوم کی تاریخ نے جغرافیائی طور پر ایکidentity رکھی کہ اس کو کبھی بھی unified India کا حصہ نہیں ہونے دیا۔

دوسری یہ کہ اس کے اندر وہ تمام cultural aspects, influences رکھے۔ یہاں پر صرف تھوڑے عرصے کے لیے Greeks آئے ہیں اور انہوں نے ٹیکسلا میں بدھ کےجو مجسمے تھے، انہوں نے کالے سے بدھ کو ایک رومن ہیرو بنا دیا ہوا ہے۔ ٹیکسلا کے جتنے بدھ ہیں یہ Greek دیوتا لگتے ہیں، یہ بدھ یہاں کا ہے ہی نہیں، سوائے اس کے ہم پر اس طرح کے اثرات نہیں ہیں۔

تیسری چیز یہ کہ اس علاقے میں صرف سو سال کا عرصہ گزرا جب انگریز یہاں پر آیا جس میں ہم نے cultural base کو چھوڑکر کسی اور طرف دیکھنا شروع کیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم جس زبان، جس کلچر، میں زندہ تھے، جس علاقے اندر زندہ تھے، اس سے محبت کر کے اس کو بہتر بنانا چھوڑ دیا ہے۔ گھر کا گلدان ٹوٹا ہوا بھی ہو تو خوبصورت بنایا جا سکتا ہے لیکن دوسرے کے گلدان کی طرف دیکھتے رہیں گے تو اپنا گلدان اور بھی ٹوٹ جائے گا۔ ایک بات بتاوٗں کہ صرف دو سو سال پہلے تک یہ جتنی بڑی اور مہذب قومیں ہیں، ان کے اندر علم، عرفان، آگہی ہم سب سے کم تھی۔ وہ سارا علم اٹھا کر لے گئے، انہوں نے اپنے کلچر کو مضبوط کر لیا۔ ہم ان کا سارا علم بھی لے آئے لیکن پھر بھی اپنےکلچر کو مضبوط نہیں کر سکے۔

Sir, Your effort to Hegalian dialectical materialism and you know there is a clear difference between dialectical materialism that is related to Carl Marx and that was included by Lecanove and Hegalian dialectical is thesis anti thesis.

اوریا مقبول جان: مارکس نے کہا تھا جو Haglian theory میں کہا تھا کہ وہ الٹی کھڑی تھی، میں اس کو سیدھی کر گئی اور سیدھی کرنی بھی ستر سال تک سیدھی رہی، اس کے بعد وہ واپس الٹی ہو گئی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: رحیم بخش کھیتران۔

جناب رحیم بخش کھیتران: میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ قومیں تاریخ سے بنتی ہیں، ان کا کلچر ہوتا ہے۔ اگرچہ ہماری تاریخ سات سو گیارہ سے آگے جا گم ہو جاتی ہے اور ہم واپس عرب کی طرف مڑ جاتے ہیں تو آپ اس کو کیسے قوم کہیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاید گاندھی نے کہا تھا کہ how the converters can be a nation? تو آپ کیا کہتے ہیں کہ nation کے لیے کیا ضروری ہے؟

آپ اس برصغیر میں کوئی ایسی قوم بتا سکتے ہیں جو son of the soil ہو؟ جو کہیں باہر دور سے نہ آئی ہو؟ کوئی ایک قوم؟ رنگ، نسل، زبان میں کوئی ایک قوم جس کو origins کہہ سکتے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ کوئی بھی نہیں ہے۔ عرب سے آئے، ترکستان یا منگولیا سے آئے۔ سب یہاں آ کر آباد ہوئے۔ دوسری بات جہاں تک converters کی بات ہے جو آپ نے گاندھی کی بات کی ہے۔ برصغیر بنیادی طور پر مستقل on the paths of conversions رہا ہے۔ ہندووٗں کا جو سنہرا ترین دور کہا جاتا ہے وہ اشوکا کا دور ہے۔ اس کو اسی گاندھی صاحب کے ہندوستان کا چار شیروں والا emblem جو سارناتھ میں پڑا ہوا ہے، یہ اشوکا کے attics پر ہوتا تھا اور اس کو symbolize کرتے ہیں کہ یہ وہاں سے آیا تھا۔ اشوکا کے attics اور چانکیہ کے اصول یہ سب اسی دور کے ہیں .and he was a Buddhist

میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ 711 سے پہلے ہمارے جو forefathers تھے، ہم ان کو کیوںown نہیں کرتے؟

کس نے کہا کہ ہم own نہیں کرتے؟

جناب! ہم تاریخ واپس عرب کی طرف لے جاتے ہیں حالانکہ ہمارے باپ دادا سارے تو عرب سے نہیں آئے، یہاں ہی رہتے تھے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر ، میں مقامی زبانوں کی بات کرتا ہوںکہ یہاں پر جتنے بھی راجپوت ہیں، they are mixture of white Huns and Arians دونوں کے باپ دادا یہاں کے نہیں ہیں۔ یہاں پر جو پشتون اور بلوچ ہیں، بلوچ کہتے ہیں ہم حلب سے آئے ہیں، پشتون کہتے ہیں ہم ہرات سے آئے ہیں۔ یہاں کے پنجابی جو جاٹ اور دوسرے ہیں یہ بھی اس علاقے سے رشتہ نہیں گنتے۔ ہمیں own کرنے میں قطعاً کوئی ہرج نہیں ہے۔ جب نبی پاک مشرکین مکہ کو own کرتے تھے تو ہم بھی کر سکتے ہیں لیکن مشرکین مکہ کا status ابو جہل اور ابو لہب کا ہی رہے گا۔ اگر آپ نے ایک مذہب کو ماننا ہے، کسی نے نہیں کہا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا نہیں ہوں۔ عکرمہ بن ابی جہل نے یہ نہیں کہا کہ میں ابو جہل کا بیٹا نہیں ہوں بلکہ کہا کہ ہم اس کے بیٹے ہیں لیکن ہم اپنے باپ دادا کے دین پر نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ہم نے ایک اور دین قبول کر لیا ہوا ہے۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Moeen Akhtar.

جناب معین اختر: شکریہ جناب سپیکر۔جناب! میرا سوال بلوچستان سے متعلق ہے۔ آپ وہاں پر بہت عرصہ رہے ہیں اور آپ کی تحریروں میں بھی بلوچستان کا ذکر ہوتا ہے۔ آپ نے بہت درد بھری تحریری بھی لکھی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مشرف صاحب کے دور میں بھی دو کمیٹیاں بنیں۔ چوہدری شجاعت حسین والی اور ایک مشاہد حسین سید صاحب والی۔ ان میں سے ایک کمیٹی کے ساتھ کام کرنے کا مجھے بھی موقع ملا۔ ان کی reports کے باوجود کسی چیز پر عملی طور پر کچھ نہیں ہوا۔ اب زرداری صاحب آئے ہیں، نسلاً بلوچ بھی ہیں، آتے ہیں انہوں نے معافی بھی مانگی اور ایک کمیٹی بھی بنائی، انہیں اقتدار میں آئے ہوئے ڈیڑھ سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے، ابھی تک وعدے، وعیدوں سے آگے بات نہیں بڑھی۔ آپ اپنے تجربے کی روشنی میں اس کی کیسے وضاحت کریں گے کہ بلوچ کیوں مطمئن نہیں ہوتے ہم جو ان کو packages دیتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب اوریا مقبول جان: Packages مطلب جو کمیٹی کے طور پر جو دیتے ہیں یا practical جو ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں سرکاری سطح پر تو جواب نہیں دے سکتا وہ تو سرکار والے ہیں دیں گے۔ بلوچستان کا ایک بڑا المیہ ہے کہ بلوچستان کو کبھی بھی ایک صوبہ نہیں سمجھا گیا بلکہ اس کو ایک strategic area سمجھا گیا ہے اور یہ آج سے نہیں، انگریز کے زمانے سے سمجھا جاتا رہا ہے۔ Strategic area اس لیے کہ زار روس کی فوجوں کے خلاف ہم نے اپنی ایک establishment رکھنی ہے تاکہ ہم اپنا دفاع کر سکیں۔ جب strategic area ہوتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ وہاں پر ہماری مرضی کے حکمران ہوں، ہماری مرضی کے لوگ ہوں، ہماری مرضی کے style کی گورنمنٹ ہو۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ وہاں پر یہ چیز ایسے ہی قائم رہے۔ بلوچستان کے ساتھ ظلم یہ ہے کہ اس کو اسی legacy کے اندر continue کیا گیا ہے۔ مسئلہ کیا ہے کہ اس پورے خطے میں فرنٹیئر اور بلوچستان دونوں علاقے گورے نے فتح کیے تھے اپنی expeditions کو روکنے کے لیے اور اپنی strategic boundary built کرنے کےلیے۔ فوج پنجاب سے، چکوال اور ان علاقوں سے آتی تھی اور فوج بنیادی طور پر سمجھتی تھی کہ یہ اجڈ قسم کے لوگ ہیں اور اس کے اندر ایک ruling elite کے ساتھ ایک associationپیدا ہو گئی۔ بلوچ کے اندر وہ نہیں ہے۔ بلوچ جو وہاں پر رہ رہا ہے، اس نے صدیوں

سے انگریز کا بھی وہی رویہ دیکھا ہے۔ اگرچہ انگریز اور ہم میں ایک فرق تھا۔ انگریز ان کو rule کرنے دیتا تھا، ہم ان کو ruleبھی نہیں کرنے دیتے۔ انگریز ان کے ہاں ان کے traditions and norms کے حساب سے dispensation of justice کا ایک سسٹم بناتا تھا۔ آپ میں سے جو لوگ Law graduatesہیں ان کو پتا ہوگا کہ Juries Prudence کی کتاب یا کوئی کتاب بھی اٹھا لیں، اس میں لکھا ہوتا ہے کہ Law stems out from the norms and moral of the society. ہم کہتے ہیں کہ اگر ایک پاکستان ہے تو ایک قانون کیوں نہیں ہونا چاہیے؟ بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم conformists ہیں، جو شلوار قمیض پہنتا ہے، وہ کہتا ہے کہ اس نے پینٹ کیوں پہنی ہوئی ہے، یہ فضول سا لباس ہے۔ جس نے پینٹ پہنی ہوتی ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ شلوار قمیض پہننے والے کیسے جاہلوں کی طرح چلتے ہیں، ان کو سمجھ بھی نہیں آتی، کوئی تمیز بھی نہیں ہے۔شہر میں آ جاتے ہیں اور ادھر رہنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس نے گھر میں چٹائی بچھائی ہوتی ہے، اس کہتے ہیں کہ اس کے گھر میں کیا کھانا کھائیں، شلوار قمیض پہنتا ہے۔ Conformists ہیں کہ دوسرا بھی میری طرح زندگی کیوں نہیں گزارتا۔ امریکہ میں red Indians میں 560 reservations ہیں، ان پر Federal Law apply نہیں ہوتا۔ Democracy ہے، سب کچھ ہے لیکن Federal Law apply نہیں کرتا۔ اگر کبھی نیویارک سے پنسلوانیا جائیں توایک چھوٹی سی جگہ ہے وہاں red Indians کی ایک reservation ہے، وہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں ٹی وی، ریڈیو، پانی، بجلی چاہیے اور وہ آرام سے رہ رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہم اس طرح رہیں گے and they are allowed to do so. Law stem out from the norms and morals of the society. ہم کہتے ہیں کہ نہیں جب یہاں ہے تو وہاں کیوں نہیں؟ جب ہمیں پولیس مارتی ہے تو وہاں کیوں نہیں مارتی؟ جب ہمارا SHO ہماری بےعزتی کرتا ہے تو ان کی کیوں نہیں کرتا؟ جب ہمارے ہاں Army rule کر لیتی ہے، ہمیں بے عزت کرتی ہے تو وہاں کیوں نہیں کرتی؟ یہ ہماری خواہشیں ہیں۔

جناب حامد حسین: جناب!میرا سوال acculturation کے حوالے سے ہے کہ ایک کلچر کس حد تک acculturationکی اجازت دے سکتا ہے؟ پاکستانی کلچر کو دیکھیں تو اس کی عمر زیادہ نہیں ہے یعنی باسٹھ سال ہے۔ جو پہلے English culture تھا اس کے حوال سے جواب دیں کہ اگر ہم اس سوسائٹی کو دیکھیں تو کون سی limit ہے جس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم یہاں تک acculturation کر سکتے ہیں اور یہاں تک نہیں کر سکتے۔

اوریا مقبول جان: اصل میں ہر قوم کا ایک cultural self ہوتا ہے، وہ اس کو خودبخود determine کرتا ہےکہ ہم کہاں تک آگے جا سکتے ہیں اور کہاں تک نہیں جا سکتے اور cultural self change ہوتا رہتا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی stagnant culture کہیں بھی، یہ کوئی definitionہی نہیں ہے کہ کوئی limit ہو یا کیا ہو۔ ہمیشہ culture پر restrictions moralityلگاتی ہے اور morality آپ کے religion سے نکلتی ہے۔ یہ فلاسفی کی بحث ہے کہ morality سے religionنکلا ہے یا religionسے morality نکلی ہے۔میں یہ ثابت کرتا پھروں یہ لمبی بحث ہے، اس کے لیے گھنٹوں چاہییں۔ بہرحال مان لیں کہ religion کرتا ہے، اس لیے میں نے religion کی بجائے morality کا لفظ استعمال کیا ہے۔ آپ کے culture پر restrictions morality لگاتی ہے۔ مطلب یہ کہ moralityیہ کرتی ہے کہ مثلاً میں آج سے دو دھائی پہلےجب لندن گیا تھا جس land lady جس کے گھر میں ہم رہتے تھے تو ان کی ایک جوان بیٹی تھی تو جب کبھی ٹیکسی میں بیٹھتے تھے تو والدہ صاحبہ درمیان میں بیٹھتی تھی اور بیٹی کو دوسری طرف بٹھاتی تھی، یہ cultural value چلتی آ رہی تھی۔ اب یہ ہے کہ morality level یہ آ گیا ہے کہ آپ جائیں تو وہ پرواہ نہیں کرتے کہ کیسے بیٹھے ہیں، وہ جو سوسائٹی میں جو de-sensitization ہو جاتی ہے۔ یہاں بھی cultural valueآپ کی poetic کو self determine کرتا ہے۔ ایک زمانے میں آپ حدیقہ

کیانی کی طرح کی خاتون کو نہیں سنتے تھے، سوائے میلے میں عالم لوہار کے ساتھ بالی جٹی ہوتی تھی، وہ گاتی تھی and that is all یا پھر اگر کسی خاتون کو سننا ہوتا تھا تو ایک خاص جگہ پر جا کر سننا پڑتا تھا۔ اب آپ بڑے آرام سے سن لیتے ہیں، اب آپ نے accept کر لیا ہے۔ پہلے خاتون جیسے فریدہ خانم بڑے نپے تلے انداز میں بیٹھ کر گاتی تھی حتی کے طاہرہ سید جیسی خواتین بھی کھڑے ہو بڑے آرام سے گاتی تھیں، اب آپ سن لیتے ہیں تو morality change بھی ہوتی ہے affect بھی کرتی ہے اور آپ اس کو مختلف forces کے ساتھ restrict بھی کرتے ہیں۔ اس کی کوئی limit نہیں ہے۔

جناب فرخ فدون: بہت شکریہ بڑے عرصے کے بعد کسی علمی شخصیت کو سننے کا موقع ملا اور ایسے بندے کو جس نے آپ کو دنگ کر دیا ہے مطلب یہ کہ اتنا علم ہی نہیں ہے کہ سوال پوچھیں۔ جناب! آپ نے بات کی کہ علم اپنی زبان میں ہو تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اردو زبان میں اتنی وسعت ہے کہ تمام علمیت اس میں لا سکتے ہیں؟ آپ سید امیر علی کی spirit of Islam کو پڑھ لیں ، انہوں نے نبی □ کی جو تعریف انگریزی میں بیان کی ہے، اردو میں اس طرح کی چیز ہے کہ نبی□ کی تعریف اس طریقے سے لا سکیں۔

اوریا مقبول جان: بڑا اچھا سوال ہے۔ جس طرح acculturation ہوتی ہے، اسی طرح زبان کی بھی ایک acculturation and assimilation ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ زبان ان ہی سات، آٹھ ہزار الفاظ سے بنتی ہے جو کسی زمانے میں موجود تھے۔ جن لوگوں نے translation کی ہے، انہوں نے یہ پابندی کبھی نہیں لگائی۔ آپ قانون کی کتابیں دیکھیں، انگریزی کے بہت کم الفاظ ملیں گے۔ Latin ہے، یہ mutatis mutandis اور اس قسم کے جتنے بھی الفاظ ہیں، انہوں نے اپنے حساب سے، انہوں نے وہ لہجہ نہیں لیا، آپ ڈرائیور کی زبان دیکھیں تو وہ 80% الفاظ انگریزی کے بول رہا ہوتا ہے۔ یار motion ٹٹ گیا ہے، gear, tyer, tappet اور پتا نہیں کیا کیا، اس نے وہ transport کر لیے ہوتے ہیں۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم زبان کی ان باریکیوں میں پڑ جاتے ہیں کہ جہاں زبان کو retard کر دیتے ہیں۔ بلوچستان میں جو اردو بولی جاتی ہے، وہ بڑے مزے کی ہے، کوئٹہ میں ایک بچہ پانچ زبانیں simultaneously بولتا ہے، اردو، پشتو، بروہی، فارسی اور کسی حد تک سندھی اور اب تھوڑی سی بلوچی بھی آ گئی ہے لیکن یہ پانچ زبانیں بولتا ہے، ان زبانوں میں سے ہر زبان کے لفظ اردو میں آ رہے ہیں۔ جب تک آپ اس سوسائٹی میں رہتے نہیں، آپ وہ زبان اختیار نہیں کرتے۔ زبان کو ایک دفعہ ترجمے کے flow میں چلنا چاہیے۔ انگریزی کا لفظ ہے anarchy آپ استعمال کرتے ہیں۔ آپ انارکی کو سمجھیں کہ یہ اردو کا لفظ ہے، کسی اور زبان میں ترجمہ کر کے دکھائیں، اس طرح کے کئی اور الفاظ بھی ہیں تو ترجمہ کرنے والے کو زبان کے الفاظ اور بیان کرتے وقت اس سے اجتناب نہیں کرنا چاہیے اور اس کو بھی اسی طرح لے لینا چاہیے، جس طرح وہ تھے۔ بعض چیزیں ماورائے ترجمہ ہوتی ہیں۔ مثلاً شاعری ترجمہ نہیں ہوتی۔ قرآن پاک کا جتنا بھی خوبصورت ترجمہ کر لیں تو قرآن پاک ترجمہ نہیں ہوتا، صرف meanings understand کرتے ہیں، آپ ترجمہ نہیں کر سکتے۔

جناب احمد نور: جناب! میرا سوال یہ ہے کہ ہندوؤں میں ان کی mythology کی وجہ سے cast system بن گئے۔ Sub continent میں جب British آئے تو انہوں نے English education system کے ذریعے دو classes create کیں۔ ایک مشہور quote that we have to create a youth which are Indian in colour and blood but … جناب! 1947 میں ہم نے آزادی تو حاصل کی لیکن انہوں نے کہا کہ we have to decolonize the minds ہم اس میں ابھی تک ناکام رہے ہیں۔ جناب! ہمارے post colonial literature پر کتنا کام ہوا ہے کہ ہم اپنی youth کے mind کو decolonize کریں کیونکہ اس class difference and division کی وجہ سے ہم میں

بہت سے مسائل کا سامنا ہے اور جناب! میرے ایک فاضل دوست نے مجھے چٹ دی ہے کہ Pakhtoons have no history. اس بارے میں اگر آپ اس کو بتا دیں کہ پختون کی history کیا ہے۔

جناب اوریا مقبول جان: پختونوں کی history کے بارے میں تو بڑا لمبا لیکچر دینا پڑے گا۔ ٹھیک ہے ہم آزاد ہو گئے ہیں، آپ 1911 کی censuses report نکال لیں، گورے نے کی تھی۔ اس میں برصغیر کا جو literacy rate 92% تھا، مغلوں کے زمانے میں برصغیر میں 93% تھا اور جب انگریز چھوڑ کر گیا تھا تو literacy rate 15% تھا۔ ایک ہوتا ہے non formal education مغلوں نے ہر گاوں میں ایک ہندو اور ایک مسلمان اتالیق مقرر کیے ہوتےتھے اور وہ اتالیق تھوڑی سی فارسی، تھوڑا سا حساب اور اگر مسلمان ہے تو قرآن پڑھاتا تھا اور اگر ہندو ہیں تو وید یا بھگوت گیتا پڑھاتا تھا۔Literacy کی definition change نہیں ہوئی لیکن formal education کے چکر میں ہم تبدیل ہو گئے۔ مسئلہ سارا یہ ہے کہ کیوں ہوا؟ ہمارے ساتھ دو ruling elite تھی، ایک تھی پاکستان کی بیورکریسی اور دوسری تھی پاکستان کی فوج۔ ان دونوں کو suite کرتا تھا کہ ایک ایسی classجس کو انگریز پیدا کر گیا تھا، اس class میں آگے کچھ نہ بن سکے اور ہم rule کرتے رہیں۔ اب تو کسی حد تک بہتر ہو گیا ہے، آپ وانا سے ایک بندہ لیں جس کو اردو نہ آتی ہو اور وہ دو سال کاکول اکیڈمی میں رہ کر واپس آئے تو اس کو آپ کے کپڑوں سے بو آئے گی۔ اس کی انگریزی دیکھنے والی ہو گی۔ جیسی بھی ہو وہ انگریزی بولے گا ضرور۔ اسی طرح بیوروکریسی میں بھی ہے۔ اب یہ وہ کلچر تھا جو نہیں چاہتے، with one stroke of pen if you declare the medium of examination for civil services Urdu, with the one stroke of pen آپ جیسے ذہین لوگ civil service میں آ جائیں گے لیکن ہم نہیں کرنا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک ایسا جاہل آئے جس کو صرف انگریزی کی برتری حاصل ہو۔ کمال کی بات یہ ہے کہ اس پورے برصغیر ہند میں پاکستان بننے سے پہلے زیادہ translations ہوتی تھیں۔ ڈپٹی نذیر احمد نے پورا law translate کیا ہوا ہے۔ فارسی کی ساری کتابیں translate ہوئیں، شاہ ولی اللہ سے ترجمے شروع ہوئے، آخر تک ہوتے رہے۔ ہم نے اردو کو یا جس بھی languageکے حساب سے، اب تو اردو evolve ہو گئی ہے اور میں ایک بات بتاوں کہ Urdu is not a small language یہ آپ کے سوال کا جواب ہے۔ میں ڈھاکہ میں تھا تو دیکھیں کہ ہم language پر ہم سے لڑے تھے، اب ڈھاکہ میں ہر بندہ اردو بولتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم لوگ کیوں اردو بولتے ہو؟ تم تو ہم سے لڑ کر گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم تو ہندی فلمیں دیکھتے ہیں، اس وجہ سے ہم بھی بولتے ہیں۔ بنارس کی ہندو یونیورسٹی میں کہا تھا کہ یہ ایسی زبان ہو گئی ہے کہ جس کے ساتھ آپ کا کاروبار وابستہ ہو گیا ہے۔ یہ جو ہندی فلمیں بنتی ہیں، یہ بنیادی طور پر اردہ میں ہوتی ہیں۔ اگر وہ ہندی زبان استعمال کرنا شروع کر دیں تو کوئی بھی نہ دیکھے۔ وہ سارے ہندی کے الفاظ، آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان کی religious ہندی میں ہوتی ہیں۔ میں ان کو کہا کہ جب تک مادھوری ڈکشٹ سے لے کر ارمیلا تک ڈانس کرتی رہیں گی، اردو زبان نہیں مر سکتی کیونکہ وہ بنگالی جو اردو سے نفرت کرتے تھے، یہ اردو ان کے دلوں میں بھی آ گئی ہے کہ جو اردو کی بنیاد پر ہم سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ایک بات طے ہے کہ زبانوں کا بھی اپنا perspective ہوتا ہے، اس نے enlarge کرنا ہوتا ہے، اسے نے اپنے حساب سے جانا ہوتا ہے۔ ان کی ساری شاعری اردو میں ہے۔ کسی بھی گانے کو لیں، ایک بھی لفظ ایسا نہیں جو ہندی کا ہو ورنہ ہندی میں سنسکرت کا ترجمہ کریں تو ان کے گانے سے سارا لطف چلا جائے۔ کسی بھی علاقے کے کلچر کی بنیاد پہلے تو language ہوتی ہے، اس میں علم transfer ہوتا ہے اور اس زبان پر فخر ہوتا ہے۔ جو قومیں اپنی زبان پر فخر نہیں کرتیں

تو ان کا حال اسی طرح کا ہوتا ہے جیسا امریکہ میں Spanish کا حال ہے اور جس طرح ہمارا حال لندن میں ہے۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Gul Bano. I don't have the list.

محترمہ گل بانو: میرا سوال یہ ہے کہ جب کلچر کی بات ہوتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ ہماری cultural identity promote نہیں ہو رہی کیونکہ شاید ہم لوگ ابھی تک confuse ہیں کہ جب طبلے یا شاعری کی بات ہوتی ہے تو ہمارا ایک طبقہ confuse ہو جاتا ہے کہ یہ ہمارا Islamic culture تو نہیں ہے۔ آپ کو ایک یہ وجہ نہیں لگتی کہ جس کی وجہ سے ہم confuse ہیں کہ ہمارا کلچر کیا ہے۔ بہت سی جگہوں پر ہم پریشان ہو جاتے ہیں کہ کیا اسلام ہمیں اس چیز کی اجازت دیتا ہے۔ شکریہ۔

جناب اوریا مقبول جان: بڑا اچھا سوال ہے۔ دنیا میں جس طرح کی پابندیاں ہوتی ہیں، جہالت کا علاج صرف علم ہے اور ابھی تک کسی نے علم کا ٹیکہ ایجاد نہیں کیا کہ میں لگا دوں۔ علم حاصل کیا جاتا ہے۔ Religion آپ کی سوسائٹی کی بنیاد ہے، مان لیا۔ آپ نے اس کا decision making ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دے دیا ہے کہ جس نے چند چیزیں پڑھنی ہیں اور پھر اپنا dogma نافذ کر دینا ہے۔ آپ نہ قرآن پڑھتے ہیں، نہ حدیث پڑھتے ہیں، نہ روایت اور نہ ہی باقی چیزیں پڑھتے ہیں۔ تین ہزار روپے بچے کو فزکس پڑھانے کے ٹیوشن فیس دیتے ہیں، چار ہزار میں کیمسٹری، دو ہزار روپے میں کچھ اور بلکہ اب تو مطالعہ پاکستان کی بھی ٹیوشن رکھ دیتے ہیں لیکن مولوی کا ہم کہتے ہیں کہ کوئی سو روپے والا مل جائے جو ان کو قرآن وغیرہ پڑھا دے، بعض اوقات تو سو روپے بھی نہیں دیتے۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اس کو روٹی مل جاتی ہے۔ جس طرح کی investment کرو گے، اسی طرح کا dogma ملے گا۔ اگر آپ نے وہاں پر ایک پڑھا لکھا بندہ رکھا ہوتا تو آپ کو اس طرح کا dogma نہ ملتا۔ آپ کو یقیناً logic کے تحت بتاتا کہ یہ چیزیں اس طرح سے ہوتی ہیں اور پھر اس میں اس طرح کی سوچ پیدا کرتا کہ وہ اس طرح کے religion کو پڑھتا اور خود نتیجے اخذ کرتا۔ یہ واحد بدقسمتی ہے کہ ہم نے سائنس انگریزوں کے کھاتے میں چھوڑ دی کہ وہاں سے مل جائے گی۔ decision making اور باقی چیزیں امریکہ کے حوالے سے چھوڑ دیں کہ وہاں سے آ جائیں گی، foreign policy فوج کے حوالے میں چھوڑ دی اور مذہب چھوڑ دیا ہم نے مولوی کے لیے۔ یہ کام کرنے ہیں تو پھر یہ تو ہوگا۔ بنیادی طور پر ہمارا مسئلہ علم ہے کہ جب تک آپ قرآن اور حدیث کا پچاس فیصد علم نہیں رکھیں گے، مثال کے طور پر آپ کی گاڑی ہے، اس کو ورکشاپ میں لے کر جانا ہوتا ہے اور اگر آپ کو پتا ہو گا کہ یہ گاڑی کیا ہے تو ورکشاپ والا یہ نہیں کہے گا کہ آپ گاڑی یہاں رکھ جائیں اور ایک بکرا لے آئیں، اس کو ہم زبح کریں گے اور جب اس کی خیرات کریں گے تو گاڑی ٹھیک ہو جائے گی۔ یہ کبھی نہیں کہے گا کیونکہ آپ کو گاڑی کا پتا ہے کہ کس طرح سے ٹھیک ہوتی ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم خود جاہل ہیں۔ کسی سے سوال کر دیا جائے کہ اسلام میں موسیقی کی کیا حیثیت ہے تو وہ کہے گا کہ کسی مولوی سے پوچھتے ہیں۔ ہم باقی ساری چیزوں کے بارے میں تقریر کر رہے ہوتے ہیں، اس بارے میں ہم مولوی سے پوچھتے ہیں۔ جس طرح کا جاہل مولوی ہے، اسی طرح کی جہالت سکھائے گا۔ علم ایک علاج ہے، جتنا حاصل کریں گے، اتنا بہتر ہو جائے گا۔

محترمہ حنا بتول رضوی: جناب! میرا سوال ہے کہ گندھارا تہذیب it is one of the most ancient civilization that we had and that is present in Pakistan but the thing is that since you have been an archeologist as well اس کی maintenance کے لیے کچھ بھی نہیں ہو رہا کیونکہ جب ہم ٹیکسلا میں دیکھتے ہیں تو ancient stoopas dilapidated condition میں ہیں تو why is it so.

جناب اوریا مقبول جان: ایک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مرکز اتنا مضبوط ہے، میں چار سال تک جنگ کرتا رہا کہ کم از کم ہمارے پنجاب کے اور سندھ والوں کو سندھ کے جو آثار قدیمہ ہیں، وہ ہمیں دے دیں تا کہ ہم ان کی دیکھ بھال کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ آزمائشی طور پر بادشاہی مسجد، شالا مار باغ اور لاہور کا قلعہ لے لیں، ہم نے ان کو ٹھیک کر لیا۔ ایک بات یہ کہ یہ Federal Government کے پاس ہیں اور یہ تو کچھ نہیں، اس سے بھی زیادہ پرانی دو جگہیں ہیں۔ یہ تو Greeks آئے تھے اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے بعد کی باتیں ہیں۔ آپ کے پاس موہنجوداڑو، ہڑپہ اور مہر گڑھ ہیں اور مہرگڑھ تو تقریباً سات ہزار سال پرانا ہے۔ آپ چونکہ وہاں سے گزرتے نہیں تو آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ دنیا کے the oldest possible civilization کے traces مہرگڑھ میں ملتے ہیں اور ہم نے اس کو جس بری حالت میں رکھا ہوا ہے۔ میں واقعی آپ کے دکھ میں شریک ہوں لیکن میں لندن میں تھا تو گوروں نے پوچھا کہ آپ یہ کیوں نہیں کرتے؟ ظاہر بات ہے کہ میں نے اپنے آپ کو justify کرنا تھا تو میں نے کہا کہ کلچر اور tradition کی protection کا تعلق affluence سے ہوتا ہے۔ کتنا اچھا کڑا ہو جو دادی نے دیا ہو اور اس کے ساتھ نشانی بھی موجود ہو یا میاں نے منہ دکھائی پر دیا ہو تو بھوک آ جائے تو بندہ جا کر سنار کے پاس بیچ آتا ہے۔ یہ سب affluence اور پیسے کی باتیں ہیں۔ بارہ، تیرہ گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ ہو تو بدھ کے مجسمے کو distilled water سے نہیں دھویا جا سکتا۔

جناب احمد علی بابر: جناب میرا جو سوال تھا، وہ تو معین صاحب نے پوچھ لیا ہے۔ میں آپ کے کالم کا مستقل قاری ہوں اور بلوچستان کے بارے میں جو آپ کا درد ہے، اس سے بھی آگاہ ہوں۔ آپ کا بلوچستان میں وقت گزرا ہے، آپ ان لوگوں سے ملے ہیں تو اس سلسلے میں کوئی واقعہ Youth Parliament کے ساتھ share کرلیں تو بہت بہتر ہو گا۔

جناب اوریا مقبول جان: بہت سے واقعات ہیں، میں نے پچیس سال گزارے ہیں اور سب سے بڑا واقعہ یہ ہے کہ میری شادی وہاں ہوئی ہے۔

Thank you Madam Speaker. Sir, as we will be hunting some definition. Sir as per categorization of civilizations, there are 7, 8 civilizations in the world and religion is the main component. Sir, do you subscribe to the thesis latest civilization keeping in view a large number of issues, intra civilization differences, issues, disputes.

Mr. Oria Maqbool Jan: Intra civilization differences now or in the history.

Now and how ….

Mr. Oria Maqbool Jan: how they could be resolved?

Keeping in view the differences for example in Islamic civilization we have a large number of Pakistan, Afghanistan. Pakistan, Iran, Iran, Saudi Arabia.

پہلی بات یہ ہے کہ میں یہ سوال پہلے اردو میں کر لوں کہ مسلمانوں کی جو تہذیب ہے، تہذیبوں میں مختلف قسم کے اختلافات ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی تہذیبوں میں بھی مختلف قسم کے اختلافات موجود ہیں اور ہم ان کو کیسے حل کر سکتے ہیں یا بہتر بنا سکتے ہیں؟ پہلی بات یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو گھسیٹ کر کے، نافذ کر کے، مختلف قسم کے حالات سے اکھٹا کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام ہماری زندگی کے ایک ایک جز میں داخل ہوتا ہے اور ہمیں درس دیتا ہے۔ یہ بات طے ہے۔ اسلام بنیادی طور پر broad principles بتاتا ہے۔ آپ کسی بھی جگہ چلے جائیں، اس سے آگے آپ پر چھوڑ دیتا ہے۔ میں نے آپ کو کعبہ کی مثال دی۔ لباس کے بارے میں صرف یہ کہا گیا ہے مرد کے لیے کتنا ستر ہے اور عورت کا کتنا ستر ہے اس کے بعد اسلام نے قطعاً نہیں کہا کہ برقعہ یا جینز پہنو، پگڑی، ٹوپی پہنو یا نہ پہنو۔ اسلام میں کھانے پینے کی دو چیزیں بتا دیں، حلال اور طیباً اور دو، تین پر پابندی لگا دی

اور دنیا کی کوئی civilization ایسی نہیں ہے جس نے اپنے طور پر کسی ایک جانور پر restriction نہ لگائی ہو۔ یہ مارگٹ میٹ کی باقاعدہ سٹڈی ہے۔ ہم جو سؤر نہیں کھاتے تو دنیا میں اور لوگ ہیں جو دوسرے جانور نہیں کھاتے اور cultural traditions میں یہ ایک طریقہ بن گیا ہے۔ ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ تم نے یہ نہیں کھانا، ختم، (لحم الخنزیر کما ہو اللہ بغیر اللہ) کھائیں (کلو و اشربو حلالاً، طیباً) حلال اور طیب۔ Don’ts بتا دیے، do’s کے بارے میں آپ پر ہے۔ علم حاصل کرنے کے بارے میں قطعاً نہیں کہا کہ کہاں سے، کس سے کرو، کیسا کرو، کس طرح کا کرو۔ یونیورسٹی بناو، کالج بناو، سکول بناو، ماسٹر رکھو، نہ رکھو، مدرسہ رکھو، نہ رکھو قطعاً نہیں کہا۔ Cultural civilization میں بھی گھر بنانے کے بارے میں broad principles کہ اصراف نہ کرو، نیت ٹھیک رکھو مثلاً مشہور واقعہ ہے کہ ایک صحابی نے روشندان رکھا تو فرمایا کہ تم نے روشندان کیوں رکھا؟ فرمایا کہ اس لیے رکھا کہ روشنی، ہوا آتی رہے تو کہا کہ اگر تم نیت کر لیتے کہ اس سے اذان آتی رہے تو تم کو اس کا ثواب مل جاتا۔ میں نے آپ کو بتایا کہ کلچر کی جتنی respect اسلام میں رہی ہے، اسی وجہ سے یہ cultures flourish کیے ہیں اور بہتر ہوئے ہیں۔ ایک unified Islamic culture نہ تو اسلامی کلچر ہے، نہ ہندو کلچر ہے، نہ عیسائی کلچر ہے۔

آپ کبھی انڈیا میں south میں گئے ہوں تو وہاں پر ان کے سارے دیوی اور دیوتا کالے ہیں۔ میں ایک south والے سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا بنائے ہوئے ہیں تو اس نے کہا کہ ہمارے دیوتا زیادہ خوبصورت ہیں، ہمارے نقش زیادہ خوبصورت ہیں۔ اگر آپ اوپر کی طرف جائیں تو ان کے سارے دیوتا سفید ہو جاتے ہیں۔ یہ cultural diversities تو ہمیشہ رہتی ہیں۔ ان کو نہ اسلام نے کبھی روکا ہے، نہ پابندی لگائی ہے۔ میں نے جو مسئلہ پہلے بتا دیا کہ ہم conformist ہیں۔ جو پگڑی پہنتا ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ سنت ہے، تم کیوں نہیں پہنتے؟ جو ٹوپی پہنتا ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ زیادہ اچھی لگتی ہے، ہمارے اسلاف بھی پہنتے آئے ہیں تو وہ پگڑی والے کو کہتا ہے۔ جو پینٹ والا اس کو کہتا ہے۔ جب ہم conformity سے نکلیں گے، ہم جب کسی دوسرے کے کلچر اور رہن سہن کے طریقے کی عزت کرنا شروع کریں گے اور یہ علم سے آتا ہے۔

Madam Deputy Speaker: Sir, thank you very much. We are grateful to you for your valuable insights and thoughts for giving us information.

(At this time a non formal session was held)

Madam Deputy Speaker: On completion of its tenure the Session is hereby prorogued.